

# سُمرنہ کا کلیسائی زمانہ

مکاشفہ 11:8

**110-1** ”اور سُمرنہ کی کلیسیا کے فرشتہ کو یہ لکھ کر جواب دے اور جو مر گیا تھا اور زندہ ہوا۔ وہ یہ فرماتا ہے کہ میں تیری مصیبت اور غربتی کو جانتا ہوں (مگر تو دولتمند ہے) اور جو اپنے آپ کو یہودی کہتے ہیں اور ہیں نہیں بلکہ شیطان کی جماعت ہیں، ان کے لعن طعن کو بھی جانتا ہوں۔ جو دکھ تجھے سہنے ہونگے ان سے خوف نہ کر۔ دیکھو بالیں تم میں سے بعض کو قید میں ڈالنے کو ہے تا کہ تمہاری آزمائش ہو اور دس دن تک مصیبت اٹھاؤ گے۔ جان دینے تک بھی وفادار رہ تو میں تجھے زندگی کا تاب دوں گا۔ جس کے کان ہوں وہ سنے کہ روح کلیسیا وہ سے کیا فرماتا ہے۔ جو غالباً آئے اس کو دوسرا موت سے نقصان نہ پہنچے گا۔“

## تعارف

**110-2** آپ کی یادداشت کو تازہ کرنے کے لیے میں ایک بار پھر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے مختلف زمانوں کے پیامبروں یعنی فرشتوں کے نام کس طرح ملاش کیے۔ خدا نے اپنے اعلیٰ خیال کے مطابق اس بات کا خاص خیال رکھا کہ نئے عہدنا میں کلیسیائی تواریخ گم ہونے پائے۔ بالکل ویسے ہی جیسے کہ اس نے بنی اسرائیل کی تواریخ کا خیال رکھا اور اسے باہل میں قلمبند کرو کر آج بہت سے طوماروں مٹی کے برتوں اور دیگر دستکاریوں کے ذریعے جن کا ماہر آثارِ قدیمہ نے دریافت کرنے کے بعد ترجمہ کیا ہے، تصدیق فرماتی ہے۔ دراصل ہمارے پاس باہل کی تواریخ کے پہلے صفحہ سے لے کر زمانہ حال کی ایک مسلسل ترتیب ہے یوں ہم تواریخ کو پڑھ کر معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ کون سا شخص یا اشخاص تھے جو مختلف زمانوں میں خدا کے اصل نمونے پوس کی مانند تھے۔ اس سلسلے میں صرف ایسے لوگوں کا جائزہ لیا جائے گا۔ جنہیں خدا نے اپنے لوگوں کو سچائی کے کلام کی طرف واپس لانے کے لیے استعمال کیا۔ پھر ان میں سے بھی ہر زمانے میں ایک ہی شخص ہو گا جو کلام کے نمونے اور قدرت کے ساتھ بڑی صفائی کے ساتھ کھڑا ہو گا۔ اور وہی پیامبر ہو گا۔ زمانوں کا تعین بھی تواریخ کے مطالعہ سے ہی کیا جا سکتا ہے۔ اور اس کے لیے صرف ان زمانوں کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے جن کا ذکر مکاشفہ کی کتاب میں کیا گیا ہے۔ یہ سب تواریخ کے ساتھ ایک مکمل مطابقت رکھتا ہے جیسا کہ فی الحقيقة ہونا بھی چاہیے۔ چونکہ کلیسیائی زمانوں کی پیشگوئی خدا نے کی ہے۔ اور ان کی حالت کو بھی عیاں کیا ہے اس لیے جو تواریخ اس کے بعد مرتب ہو گی، وہ عین باہل کے مطابق ہی ہو گی۔ یہ اس قدر سادہ ہے کہ یہ سادگی کلام کی چاہی ہے۔ لیکن ان تمام حقائق کے باوجود میں نے محض ایک محقق اور تواریخ دان بننے کی کوشش ہی نہیں کر بلکہ ان کے ساتھ روحانی خیالات کا حامل بننے کی جستجو بھی کی ہے۔ چنانچہ جن اشخاص کو میں نے منتخب کیا ہے ان کے لیے خدا کی واضح منظوری کا بڑا دخل ہے۔ یہ تجھے ہے جیسا خدا بھی میرے دل کو جانتا ہے۔

## پیامبر

**111-1** ہر زمانے کے پیامبر کو چلنے کے لیے ہم خداداد طریقے کو بروئے کار لاتے ہوئے بغیر کسی جھگ کے اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ خدا نے اس حیثیت کیلئے آرینیس کو سرفراز کیا۔ وہ ایک عظیم مقدس اور ایمان کے سپاہی پولیکارپ کاشا گرد تھا اور اس میں شک نہیں کہ جو بھی وہ اس عظیم شخص کے قدموں میں بیٹھا تو اس نے ان مسیحی فضائل کو سیکھا۔ جو اس کی تقدیس شدہ زندگی سے بہہ رہے تھے۔ کیونکہ جب اسے بے اڑام زندگی کی روشنی میں دیکھتے ہیں تو پولیکارپ ہی اس زمانے کا نامور مقدس تھا۔ آپ کو آپ کے ذاتی مطالعے سے معلوم ہو گا کہ پولیکارپ شہید ہوا تھا۔ وہ اس قدر بوڑھا تھا کہ بھاگ بھی نہیں سکتا تھا اور اس قدر مخلص تھا کہ اس نے یہاں تک گوارانہ کیا کہ کوئی اسکو چھپائے اور یوں اس نے موت کی سزا برداشت کرتے ہوئے اپنے آپ کو موت کے

حوالے کر دیا۔ لیکن مرنے سے پہلے اس نے دو گھنٹے تک اپنے مسیگی بھائیوں، گورنر، اپنے دشمنوں اور پکڑنے والوں کے لیے دعا کرنے کی درخواست کی، جو منظور کی گئی۔ ہر زمانے کے عظیم مقدسین کی طرح ایک بہتر قیامت کی خواہش رکھتے ہوئے وہ مضبوطی کے ساتھ قائم رہا۔ اور خداوند کا منکر ہونے سے انکار کر دیا۔ اور صاف ضمیر کے ساتھ مر گیا (اسکو اپنی درخواست کے مطابق باندھا گیا) لکڑیوں کے اوپر رکھا گیا اور آگ جلائی لیکن آگ اسکے جسم تک پہنچنے کی وجہ سے اپنارخ بدلتی تھی۔ تب اس کے جسم میں ایک تلوار کو گھونپا گیا۔ اور جو نبی ایسے کیا گیا تو اس کے پہلو سے پانی بہہ نکلا جس نے آگ کے شعلوں کو بجھا دیا۔ اس کی روح کو حقیقت میں ایک سفید کبوتر کی صورت میں اس کی گود میں سے نکل کر اڑتے ہوئے دیکھا گیا تاہم اس بہت بڑی گواہی کے باوجود بھی یو جنا عارف کا یہ شاگرد نبی کلپیوں کے نظام کا مخالف نہ ہوا۔ کیونکہ وہ خود تنظیم کی طرف جھک گیا اور اس بات کو محسوس نہ کر سکا کہ رفات کی خواہش اور خدا کے کام کو تیز کرنے کے لیے جو سے ایک منصوبے کے طور پر نظر آ رہا ہے وہ درحقیقت دشمن کی چال ہے۔

**111-2** لیکن آرٹینیس کے ساتھ یہ بات نہ تھی۔ وہ ہر قسم کے تنظیمی ڈھانچے کے خلاف تھا۔ علاوہ ازیں اس کی زندگی کی کہانی جس میں اس نے خداوند کی خدمت کی روح القدس کا بہت زیادہ دخل تھا۔ اور کلام کو اسکی غیر معمولی صفائی اور پیچنگی کے ساتھ سکھایا گیا۔ فرانس میں اس کی کلیسیا میں اپنے درمیان روح القدس کی نعمتوں کے باعث بہت مشہور تھیں کیونکہ مقدسین ایمان کی دعا کے ساتھ غیر زبانیں بولتے، نبوت کرتے۔ مردوں کو زندہ اور بیاروں کو تندروں کرتے تھے۔ اس نے بزرگوں اور خادموں کے درمیان منظم بھائی چارے کے خطرے کو دیکھا۔ وہ مضبوطی کے ساتھ متعدد روح سے معمور اور نعمتوں کو ظاہر کرنے والی مقامی کلیسیا کے ساتھ کھڑا ہوا۔ خدا نے اس کی عزت افزائی کی کیونکہ خدا کی قدرت مقدسوں کے درمیان ظاہر ہوئی۔

**112-1** وہ خدا کی الوہیت کو بھی صاف طور پر سمجھتا تھا جو نکہ پولیکارپ کا شاگرد تھا جو مقدس یو جنا کا شاگرد تھا اس لیے ہمیں یقینی طور پر سمجھنا چاہیے کہ اس مضمون پر اس کے پاس ایک بچتہ تعالیٰ تھی۔ چنانچہ ہم کتاب انٹی نائسین فادر (Ante Nicene Fathers) کے صفحہ نمبر 412 سلسلہ نمبر ایں الوہیت کے متعلق اس کا یہ بیان دیکھتے ہیں۔ اسی طرح باقی تمام محاورے بھی جیسے واحد۔ وہ جو ہے۔ قدرت کا خداوند۔ خداوند۔ سب کا باپ۔ قادر مطلق خدا۔ عظیم۔ خالق۔ بنانیوالا اور دیگر یہ مختلف شخصیتوں کے نام اور القاب نہیں۔ بلکہ ایک ہی خدا کے ہیں۔ اس نے صاف طور پر نشاندہی کی کہ شارون کا نرگس۔ صبح کا چمکتا ہوا ستارہ۔ وہ ہزار میں ممتاز وغیرہ القاب ہیں اور ایک ہی خدا کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں اور اس کا نام خداوند یسوع مسیح ہے۔

**112-2** یوں کلام کے ساتھ اسکی وفاداری اور اس کو سمجھنے کی صلاحیت اور اسکی خدمت کے ساتھ خدا کی قوت کی گواہی کی وجہ سے اسکو اس زمانے کے لیے موزوں قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ بڑی بد قسمتی کی بات ہے کہ باقی تمام زمانوں کے پیامبر اس قسم کے متوالن پھل کی قدرت کے کلام اور روح القدس کی رہنمائی سے محروم تھے۔

## سمُرْنَه کا شہر

**112-3** سُمُرْنَه کا شہر تھوڑا سا افسوس کے شہاں کی طرف خلیج سُمُرْنَه کے دہانے پر واقع تھا۔ یا اپنے بہترین سمندری داخلی راستے کی وجہ سے ایک تجارتی مرکز تھا جو اپنی برآمدات کے باعث سے مشہور تھا۔ اس کو لسانی مدرسون، فلسفے، ادویات و سائنس اور اعلیٰ عمارتوں کے باعث بڑی اہمیت حاصل تھی۔ یہاں بہت سے یہودی مقيم تھے۔ اور وہ مسیح کی اس بڑی طرح سے مخالفت کرتے تھے، حتیٰ کہ رومیوں سے بھی زیادہ۔ دراصل پولیکارپ جو سُمُرْنَه کا پہلا نگہبان تھا۔ یہودیوں کے ہاتھوں شہید ہوا۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہودیوں نے اسکی لاش جلانے کے لیے اپنے مقدس دن (سبت) کو لکڑیاں اٹھا کر بے حرمت کیا۔

**113-1** سُمُرْنَه کے لفظ کا مطلب ہے کڑوا۔ اور اور یہ مُر سے نکلا ہے مُر کو مردوں کی لاش کے اوپر ملنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یوں یہ زمانہ ہمارے سامنے دوہر امطلب بیان کرتا ہے یہ کڑوا زمانہ تھا جو موت سے بھرا ہوا تھا۔ انگور کے دونوں درخت کلیسیائی ڈھانچے کے اندر رہ کر ایک دوسرے سے مزید دور ہونے لگے۔ جنگلی انگور میں حقیقی انگور کی بابت کڑوا ہٹ بڑھتی گئی۔ موت صرف جنگلی انگور کا پھل ہی نہ تھی بلکہ حقیقی انگور کے اندر بھی فالج اور کمزوری بھی دبے

پاؤں گھستی آرہی تھی اور یہ اس لیے ہوا کہ وہ پہلے ہی پیٹکست کے بعد پہلے چند سالوں کی سچائی سے دور ہو چکے تھے اور جس کی طرح پرانے عہد نامے کے بے شمار نمونوں سے دیکھا گیا۔ کوئی بھی حقیقی ایمان درخدا کے حقیقی کلام کے متعلق اپنے علم اور وفاداری کے سوا، مزید مضبوط اور زندہ نہ تھا۔ تنظیمِ تیزی کے ساتھ اپنے شرکا کی موت کو متکلم اور بڑھانے میں ترقی کرتی جا رہی تھیں۔ کیونکہ روح القدس کی رہنمائی کو بشرط کر کے کلام کی جگہ عقائد اور انسان کی بنائی رسوم کو عائد کر دیا گیا تھا۔

**113-2** جب بنی اسرائیل نے دنیا کے ساتھ غیر شرعی اتحاد قائم کر لیا اور رشتہ ازدواج کے ذریعے ایک رفاقت بنالی تو آخر کار وہ دن آگیا جب دنیا نے انکو مغلوب کر لیا اور بابل، خدا کے لوگوں کو اسیر کر کے لے گیا۔ جب وہ اسیری میں گئے تو ان کے پاس کہانت، ایک ہیکل اور خدا کا کلام تھا۔ لیکن جب وہ واپس آئے تو ان کے پاس رُبیٰ فریضیوں کے علم الہیات کا طریقہ، عبادت خانہ اور تامود تھا۔ یہاں تک کہ جس وقت یسوع آیا اس وقت وہ اس قدر بگڑ چکے تھے کہ اس نے انہیں بلیس کے فرزند کہا۔ لیکن حقیقت میں جسم کے اعتبار سے وہ ابراہام کی نسل تھے۔ اس زمانے میں ہم وہی چیز و قوع میں آتے ہوئے دیکھ رہے ہیں تاہم جس طرح سب اسرائیلی اسرائیلی نہ تھے۔ بلکہ ایک چھوٹا سا گروہ حقیقی اور روحانی اسرائیلی تھا۔ اس طرح حقیقی مسیحیوں، مسیح کی دہن کا بھی ایک چھوٹا گروہ ہی ہو گا یہاں تک کہ وہ اپنے لوگوں کے لیے آتا ہے۔

**113-3** شہر کے اندر دو مشہور مندر تھے۔ ان میں سے ایک مندر (Zeus) زیوس دیوتا کی پرستش کے لیے تعمیر کیا گیا تھا اور دوسرा (Cybele) سائبیل (دیویوں کی ماں) کے لیے۔ اور ان دونوں مندوں کے درمیان قدیم زمانے کی سب سے زیادہ خوبصورت سڑک پائی جاتی تھی، جس کو سنہری سڑک کہا جاتا تھا۔ میرے خیال کے مطابق یہ بت پرستی کے لیے جو پہلے ہی شروع ہو چکی تھی راہ ہموار کرنے کے مترادف ہے۔ لیکن روم کے اندر ہونے کی وجہ سے جانا گیا۔ دیوتا اور دیوی کے دونوں مندوں کو آپس میں ملانا مریم کو پوجنے کا ایک نجت تھا جس میں مریم کو خدا کی ماں کہا گیا ہے اور اس کو یسوع مسیح کے مساوی درجہ دیا گیا۔ تاکہ وہ وہی عزت، القاب اور قدرت حاصل کرے۔ سنہری سڑک جوان دونوں مندوں کو جاتی تھی اس لانچ کی تصویر ہے جس نے نیکلیوں کو منظم کرنے والے گروہ کو حکومت اور کلیسیا کو آپس میں ملانے کا ذریعہ بنایا۔ کیونکہ وہ اس دولت اور اختیار سے واقف تھا جو یہ ان کو پیش کرتی تھی۔ جس طرح افس زمانے نے پر گمن کے المناک زمانے کے لیے جو ابھی آنے والا تھا بوجنے کے لیے ایک کیاری کا کام کیا۔ سرنا کے زمانے نے بارش، سورج اور پرورش کا کردار ادا کیا۔ جس نے بد اخلاقی کو پختہ کر کے کلیسیا کو بت پرستی کے لیے جو روحانی حرماں کاری ہے ایسا مضبوط کیا جہاں سے وہ پھر کبھی باہر نہ نکل سکے گی۔ موت اپنی جڑیں شاخوں میں پھیلائی تھی اور جن لوگوں نے اس میں سے کھایا انہوں نے کڑاواہٹ اور موت کو کھایا۔ یہ زمانہ 170 تا 312ء تک جاری رہا۔

## تسلیمات

**114-1** مکافہ ”جو اول و آخر ہے اور جو مر گیا تھا۔ اور زندہ ہوا وہ یہ فرماتا ہے ”اویں جو مر گیا تھا اور زندہ ہے!“ محض کسی انسان کے الفاظ ہیں۔ کوئی انسان قبر کے اندر سے یہ بولے گا کہ ”میں اول و آخر جو زندہ تھا اور مر گیا ہوں“۔ پہلی چیز جو کسی انسان کے ساتھ واقع ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ پیدا ہوتا ہے (وہ زندہ ہے) اور آخری واقعہ جو اس کے ساتھ پیش آتا ہے وہ یہ کہ وہ مر جاتا ہے۔ اس لیے یہ کسی انسان کے الفاظ نہیں۔ بلکہ یہ الوہیت ہے۔ انسان (آدم) نے زندگی کو لیا اور موت میں تبدیل کر دیا۔ لیکن اس انسان (یسوع) نے موت کو لیکر اسے زندگی میں بدل ڈالا۔ آدم نے معصومیت کو لے کر خطایں بدل دیا۔ لیکن یسوع نے ہماری خطایں کو لے بیان کو راستہ ازی میں بدل دیا آدم نے فردوں کو لیکر اسے رونے کے بیان میں تبدیل کر دیا۔ لیکن آدم ثانی آرہا ہے کہ اس سر زمین میں کو جوتا ہی اور بر بادی میں گھوم رہی ہے دوسرے عدن میں تبدیل کر دے۔ آدم نے خدا کی رفاقت اور خوشی کو حاصل کیا اور اسے ایک ایسی روحانی تاریکی کے بیان میں بدل دیا جو گناہ۔ اخلاقی بد چلنی، غم و اندوہ، وہم اور ایک ایسی خرابی کا موجب بن گیا جس نے انسانی روح میں جنگ جاری کر دی۔ لیکن

یہ آدم یسوع ہر طرح کی دردناک موت اور تنزل سے جس نے بنی نوع انسان کو گھیر کھا تھا نکال کر راست پازی اور خوبصورتی کی زندگی میں واپس لا یاتا کہ جس طرح گناہ نے موت کے وسیلے سے بادشاہی کی تھی اس طرح انسان ایک شخص یسوع مسیح کے وسیلے سے راست بازی کے ساتھ بادشاہی کرے گناہ کی طرح نہیں کہ یہ ہولناک ٹھائیکن ہمیشہ کی زندگی کے لیے اس کی نعمت کہیں زیادہ ہے۔

**114-2** یہاں وہ ان لوگوں کے بیچ میں چل پھر رہا ہے جن کو اس نے مخصوصی دی یعنی کلیسیا کے اندر اور یہ مخصوصی پائے ہوئے لوگ کون ہیں؟ کیا ان میں سے بہت سے لوگ پوس کی مانند قاتل اور گنہگار نہ تھے؟ کیا بہت سے لوگ مر نے والے ڈاکو، چوروں اور قاتلوں کی مانند نہ تھے؟ یہ سب اس کے فضل کی یادگاریں ہیں۔ ان سب کو موت سے نکالا گیا اور مسیح یسوع میں جو ہمارا خداوند ہے زندہ کیا گیا۔

**115-1** مجھے تعجب ہو گا کہ آپ نے پہلے زمانے اور موجودہ زمانے کی تسلیمات پر غور کیا ہو۔ ذرا ان دونوں کو باہم ملائیں۔ ”جو اپنے داہنے ہاتھ میں سات ستارے لیے ہوئے ہے اور سونے کے ساتوں چراغ انوں میں پھرتا ہے وہ یہ فرماتا ہے۔ ”جو اول و آخر ہے۔ اور جو مر گیا تھا اور زندہ ہوا یہ فرماتا ہے ”یہ ایک ہی شخص ہے یہاں وہ ہمیں سمجھا رہا ہے کہ کلیسیا اسکی ہے جس طرح پھل کا نجح اس کے اندر ہوتا ہے اس طرح یہ شاہی نجح بھی کلیسیا کے اندر ہے۔ اور جس طرح زندگی کا بانی ہے اس کا پھرنا اس کی غیر مترازل فرمندی کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ سردار گله بان کی طرح اپنے لوگوں کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔ چونکہ اس نے کلیسیا کو اپنے خون سے خریدا ہے۔ اس لیے یہ اس کو حق ہے۔ یہ خون خدا کا خون ہے۔ کلیسیا کامالک خدا خود ہے۔ وہ اول و آخر ہے۔ اس لقب کا مطلب ابدیت ہے۔ وہ مر گیا تھا لیکن اب زندہ ہے۔ چونکہ اس نے قیمت ادا کی ہے۔ اس لیے اس کے پاس خدا کی یہیکل کی مکمل ملکیت ہے۔ وہ اس پر بادشاہی کرتا ہے۔ اس میں اسکی پرستش ہوتی ہے اور اگر کوئی اس پر اختیار یا ملکیت جتنا تھا تو وہ اس پر ناراض ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ہر زمانے میں اپنی الوہیت کو اس لیے متعارف کر رہا ہے کہ وہ اپنے لوگوں کو گرامے اور تسلی دے۔ وہ جنگلی انگور کو خبردار کرتا ہے اور حقیقی انگور کو تسلی دیتا ہے یہ واحد خدا ہے اس کی سنینیں اور زندہ رہیں۔

## سمرنہ کے زمانے کی حالت

**115-2** مکافہ 9:2 میں تیری مصیبت اور غربی کی جانتا ہوں۔ (مگر تو دو تمند ہے)۔ اور جو اپنے آپ کو یہودی کہتے ہیں اور ہیں نہیں بلکہ شیطان کی جماعت ہیں۔ ان کے لعن طعن کو بھی جانتا ہوں۔

**115-3** اس زمانے کی کنجی بظاہر مصیبت ہے۔ اگر پہلے زمانے میں مصیبت تھی تو دوسرے زمانوں کے لیے بھی مصیبت کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ پوس کے مندرجہ ذیل الفاظ ان تمام میسکوں پر عائد ہوتے ہیں جو ہر زمانے میں دنیا کے کسی بھی حصے میں تھے۔ عبرانیوں 10:32-38 ”لیکن ان پہلے دنوں کو یاد کرو کہ تم نے منور ہونے کے بعد دکھوں کی بڑی کھیکھڑا اٹھائی۔ کچھ تو یوں کلع طعن اور مصیبتوں کے باعث تمہارا تمادہ بننا اور کچھ یوں کہم ان کے شریک ہوئے جن کے ساتھ یہ بدسلوکی ہوتی تھی۔ چنانچہ تم نے قید یوں کی ہمدردی بھی کی اور اپنے مال کا لٹ جانا بھی خوشی سے منظور کیا۔ یہ جان کر کہ تمہارے پاس ایک بہتر اور داعی ملکیت ہے۔ پس اپنی دلیری کو ہاتھ سے جانے نہ دو اس لیے کہ اس کا بڑا اجر ہے۔ کیونکہ تمہیں صبر کرنا ضرور ہے تاکہ خدا کی مرضی پوری کر کے وعدہ کی ہوئی چیز حاصل کرو۔ اور اب بہت ہی تھوڑی مدت باقی ہے کہ آئیوال آئے گا اور دیرینہ کرے گا۔ اور میرا استبانہ زندہ ایمان سے جیتا رہے گا۔

**116-1** ہمدرد لوگوں کا حقیقی ایمانداروں کے ساتھ میں جوں ان کی نیکیوں کے عوض موت لاسکتا ہے۔

**116-2** اب قادر مطلق خدا کہتا ہے کہ ”میں جانتا ہوں“ یہاں وہ اپنے لوگوں کے درمیان پھر رہا ہے۔ یہ گلے کا سردار نگہبان ہے۔ لیکن کیا وہ مصیبتوں کو روکتا ہے؟ کیا وہ مصیبتوں کا مقابلہ کرتا ہے؟ نہیں وہ ایسا نہیں کرتا۔ وہ صرف یہ کہتا ہے کہ ”میں تمہاری مصیبتوں کو جانتا ہوں“۔ ”میں تمہارے دکھوں سے

قطعہ بخبر نہیں۔ کئی لوگوں کے لیے یہ ایک ٹھوکر کھلانے والا پتھر ہے۔ وہ بنی اسرائیل کی طرح حیران ہیں کہ خدا ہمیں پیار کرتا ہے کہ نہیں۔ اگر خدا پاس کھڑا ہو کر اپنے لوگوں کے دکھوں کو دیکھتا ہے تو کس طرح کامنصف اور پیار کرنے والا ہے؟۔ یہ وہ بات ہے جو انہوں نے ملکی 1:3-1 میں پوچھی ”خداوند کی طرف سے ملکی کی معرفت اسرائیل کے لیے بار بیوت کہ خداوند فرماتا ہے۔ میں نے تم سے محبت رکھی تو بھی تم کہتے ہو تو نے کس بات میں ہم سے محبت ظاہر کی؟ خداوند فرماتا ہے۔ کیا عیسو، یعقوب کا بھائی نہ تھا؟ لیکن میں نے یعقوب سے محبت رکھی۔ اور عیسو سے عدالت رکھی۔ اور اس کے پیاروں کو ویران کیا۔ اور اس کی میراث بیان کے گیدڑوں کو دی۔ کیا آپ نے دیکھا کہ وہ خدا کے پیار کو پیچا نہ سکتے تھے۔ انہوں نے سوچا کہ محبت کا مطلب ہے کہ دکھ ہرگز نہ آئے۔ وہ محبت کو اس بچے کی مانند سمجھتے تھے جو مال باپ کے زیر سر پرستی ہو۔ لیکن خدا نے کہا کہ اس کی محبت ”انتخابی محبت ہے“۔ اس کی محبت کا ثبوت چنانہ ہے۔ خواہ کچھ بھی ہوا سکی پرواہ نہیں۔ اس کی محبت اس حقیقت میں آزمائی جا پچھی ہے جس میں وہ نجات کے لیے پنے گئے ہیں۔ (کیونکہ خدا نے آپ کو روح القدس اور سچائی کے ایمان کے ویلے سے نجات کے لیے چنانہ ہے)۔ اس لیے وہ آپ کو موت کے حوالے کر سکتا ہے۔ جس طرح کہ اس نے پوس کو کیا وہ آپ کو دکھوں میں ڈال سکتا ہے جس طرح کہ اس نے ایوب کو ڈالا۔ یہ اس کا اختیار ہے۔ وہ مقتدر اعلیٰ ہے۔ لیکن یہ سب کچھ ایک مقصد کے لئے ہے۔ اور اگر اس کے سامنے کوئی مقصد نہیں تو پھر وہ امن کا بانی نہیں بلکہ ابتری کا بانی ہو گا۔ اسکا مقصد یہ ہے کہ ہماری تحفظی مدت تک دکھ کو برداشت کرنے کے بعد ہم کامل مضبوط اور قوت وربنائے جائیں۔ جس طرح کہ ایوب نے کہا کہ ”وہ میری طرف توجہ کرتا ہے۔ ایوب 23:6 کیا آپ کو علم ہے کہ اس (یسوع) نے خود دکھ اٹھایا۔ اس نے دکھ اٹھا کر فرمانبرداری سیکھی۔ عبرانیوں 9:5-8“ اور باوجود بیٹھا ہونے کے اسنے دکھ اٹھا کر فرمانبرداری سیکھی اور کامل بن کر اپنے سب فرمانبرداروں کے لیے ابدی نجات کا باعث ہوا۔“ سادہ الفاظ میں یسوع کا اپنا چال چلن بھی دکھوں کے ویلے سے کامل کیا گیا اور جس طرح کہ پوس نے کہا ہے اس نے اپنی کلیسیا کو بھی اندازے کے مطابق دکھوں میں سے گزرنے دیا ہے۔ تاکہ خدا ایمان لانے کے باعث دکھوں میں کاملیت کے درجے تک پہنچیں۔ وہ ایسا کیوں چاہتا ہے؟ یعقوب 4:2-1“ اے میرے بھائیو! جب تم طرح طرح کی آزمائشوں میں پڑو۔ تو اس کو یہ جان کر کمال خوشی کی بات سمجھنا کہ تمہارے ایمان کی آزمائش صبر پیدا کرتی ہے۔ اور صبر کو اپنا پورا کام کرنے دوتا کہ تم پورے اور کامل ہو جاؤ اور تم میں کسی بات کی کمی نہ رہے۔“

**117-1** وہ کیوں پاس کھڑا ہو کر دیکھتا ہے؟ اس کا سبب رومیوں 18:17-8 میں درج کیا گیا ہے۔ اور اگر فرزند ہیں تو وارث بھی ہیں۔ یعنی خدا کے وارث اور مسح کے ہم میراث بشرطیکہ ہم اس کے ساتھ دکھ اٹھائیں تاکہ اس کے ساتھ جلال بھی پائیں۔ کیونکہ ہمیری دانست میں اس زمانے کے دکھ در دا اس لائق نہیں کہ اس جلال کے مقابل ہو سکیں جو ہم پر ظاہر ہونے والا ہے۔ جب تک ہم اس کے ساتھ دکھ نہ اٹھائیں، ہم اس کے ساتھ بادشاہی نہیں کر سکتے۔ آپ کو بادشاہی کرنے کے لیے دکھ اٹھانا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دکھ کے بغیر چال چلن ہرگز نہیں بنتا۔ چال چلن اور اخلاق ایک فتح ہے نہ کہ کوئی نعمت چونکہ وہ قوت جو چال چلن کے بغیر ہوشیطانی ہوتی ہے۔ اس لیے کہ بغیر اخلاق کے کوئی بھی بادشاہی نہیں کر سکتا۔ لیکن قوت جو اخلاق کے ساتھ ہو بادشاہی کرنے کے قابل ہے۔ کیونکہ جس طرح وہ خود غالب آ کر اپنے باپ کے ساتھ تخت پر بیٹھ گیا ہے اسی طرح وہ ہمیں بھی اسی بنیاد پر اپنے تخت پر بٹھانا چاہتا ہے۔ اور یہ گھری بھر کی عارضی مصیبتوں جن میں سے اب ہم گزر رہے ہیں اس جلال کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ جو اس کے آنے پر ہم پر ظاہر ہونے والا ہے۔ اور وہ لوگ جو مصیبتوں کے ذریعے اسکی بادشاہی میں داخل ہونے کے لیے تیار ہیں۔ ان کے لیے کیسا ہی قیمتی خزانہ رکھا ہے۔

**117-2** ”اے پیارو! جو مصیبتوں کی آگ تمہاری آزمائش کے لیے تم میں بھڑکی ہے۔ یہ سمجھ کر اس سے تعجب نہ کرو کہ یہ ایک انوکھی بات ہم پر واقع ہوتی ہے۔“ یہ الفاظ ہیں جو پतرس نے کہے۔ کیا یہ عجیب بات ہے کہ خدا مصیبتوں کے ذریعے ہم میں مسح جیسا کردار پیدا کرنا چاہتا ہے؟ نہیں جناب ہم سب آزمائشوں میں سے گزریں گے۔ ہم سب کو فرزندوں کی طرح آزمایا اور ڈانٹا جاتا ہے۔ کوئی شخص اس کے بغیر نہیں گزر سکتا۔ وہ کلیسیا جو مصیبتوں نہیں اٹھاتی اور آزمائشوں میں سے نہیں گزرتی۔ خدا کی کلیسیا نہیں ہو سکتی۔ عبرانیوں 6:12 میں لکھا ہے ”کیونکہ جس سے خداوند محبت رکھتا ہے۔ اسے تنبیہ بھی کرتا ہے۔ اور جس کو بیٹھا بنا لیتا ہے۔ اس کو کوڑے بھی لگاتا ہے۔ اور اگر تمیں وہ تنبیہ نہ کی گئی جس میں سب شریک ہیں تو تم حرامزادے ٹھہرے نہ کہ بیٹھے۔“

سمرنہ کی یہ خاص حالت ہر زمانے پر عائد کی جانی چاہیے۔ کوئی بھی زمانہ اس سے مُبر انہیں۔ کوئی حقیقی ایماندار اس سے بری نہیں۔ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ یہ خدا کی مرضی ہے یہ بہت ضروری ہے۔ ہمیں خداوند کی ضرورت ہے کہ وہ ہمیں یہ حقیقت سکھائے کہ ہمیں دکھ اٹھا کر مسح کی مانند بننا ہے۔ ”محبت صابر ہے اور مہربان۔“ متی 12:5 جب میرے سبب سے لوگ تمکو عن طعن کریں گے اور ستائیں گے اور ہر طرح کی بری با تین تمہاری نسبت ناقص کہیں کے قوم مبارک ہو گے۔ خوشی کرنا اور نہایت شادمان ہونا۔ کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے۔ اس لیے کہ لوگوں نے ان نبیوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے اسی طرح ستایا تھا۔

**118-1** ابراً لود آسمان اوزندگی کے طوفان خدا کی ناسنگی کا نشان نہیں۔ اور نہ ہی صاف آسمان اور ساکن پانی اس کی محبت اور پسندیدگی کا نشان ہے۔ ہم سب کے لیے اس کی پسندیدگی اس کے اپنے محبوب میں ہے۔ اسکی محبت چنان ہے جو وہ بناۓ عالم سے پیشتر ہمارے لیے رکھتا ہے۔ کیا وہ ہمیں پیار کرتا ہے؟ ہاں لیکن ہم کس طرح جانیں؟ ہم اسے اس طرح جان سکتے ہیں کہ اس کا فرمان ہے اور ظاہر کیا کہ اس نے بہت پیار کیا۔ کیوں کہ اس نے ہمیں اپنے پاس بلا کر اپنے روح میں سے دیا اور بیٹوں کی طرح رکھا ہے۔ اب میں اس کے ساتھ اپنے پیار کو کس طرح ثابت کر سکتا ہوں؟ جو کچھ اس نے کہا ہے اس پر یقین کرنے اور ان آزمائشوں میں جو وہ اپنی حکمت کے مطابق مجھ پر آنے دیتا ہے، خوشی کے طریقہ عمل سے۔

**118-2** ”میں تیری غربی کو جانتا ہوں (لیکن تو دلتمند ہے)۔“ یہ پھر وہی بات ہے۔ دیکھیں کہ وہ اپنی کلیسیا کے اندر چل پھر رہا ہے۔ ایک باپ کی مانند وہ اپنے گھرانے کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔ وہ اپنے خاندان کا سربراہ ہے۔ وہ مہیا کرنے والا ہے۔ وہ حفاظت کرنے والا ہے۔ تو بھی وہ انکی غربت کو دیکھتا ہے۔ اواہ۔ ایک غیر تربیت یافتہ ایماندار اس بات سے کس قدر ٹھوکر کھا سکتا ہے۔ خدا اس بات کو کس طرح برداشت کر سکتا ہے کہ وہ اپنے لوگوں کی ضروریات میں ان کی طرف سے محض دیکھتا ہی رہے اور ہر چیز کو دل کھول کر عنایت نہ کرے؟۔

**118-3** یہ وہ مقام ہے جہاں ایک بار پھر آپ کو خدا کے پیار۔ لیکن اور حکمت پر یقین کرنا ہے۔ اس کی بھی ضرورت ہے۔ یاد کریں کہ اس نے یہ نصیحت کی ہے کہ ”کل کی فکر نہ کرو کہ ہم کیا کھائیں گے یا کیا پہنیں گے۔ تمہارا آسمانی باپ تمہاری ضروریات کو جانتا ہے۔ وہ جوسون کے درختوں کو پوشاک اور چڑیوں کو خواراک بہم پہنچاتا ہے۔ تمہارے لیے اس سے کہیں زیادہ کرے گا۔“ جسمانی چیزوں آپ کی زندگی کی بنیادی ضروریات نہیں ہیں۔ کیونکہ انسان کی زندگی اس کے مال و دولت پر موقوف نہیں۔ بلکہ سب سے پہلے ”اسکی بادشاہی اور راست بازی کی تلاش کرو تو یہ سب چیزوں بھی تمہیں مل جائیں گی۔“ خدا کے لوگ دُنیاوی ذہن کے مالک نہیں بلکہ ان میں مسح کی عقل ہے۔ وہ ان خزانوں کی تلاش میں نہیں جو زمین پر ہیں بلکہ وہ آسمانی خزانوں کی تلاش کرتے ہیں۔ یہ بالکل درست ہے کہ مسحیوں کی اکثریت دولتمند نہیں ہے بلکہ وہ غریبوں کے زمرے میں آتے ہے۔ یسوع کے دنوں میں بھی ایسے ہی تھا۔ پلوس کے ایام میں بھی یہ بات سچ تھی اور اسے آج بھی سچا ہونا چاہیے۔ لیکن آج یہ اتنی سچ نہیں کیونکہ لودیکیہ کا زمانہ ایک بہت بڑا دولتمند زمانہ ہے جس میں روحانیت کا معیار عام طور پر دُنیاوی چیزوں کی بہتات سمجھا جاتا ہے۔ میرے خدا، کلیسیا مال و دولت میں کتنی دولتمند ہے لیکن روح میں کس قدر مغلس۔ ”مبارک ہیں وہ جو غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی ان ہی کی ہے۔“ اس لیے کہ ”خدا کی بادشاہی کھانے پینے پر موقوف نہیں۔“ جسمانی نہیں یہ ہمارے اندر ہے یہاں دولتمند خدا میں دولتمند ہے نہ کہ دُنیاوی چیزوں میں۔

**119-1** اوہ! ”روح کی پکار ہے،“ کہ میں تمہاری غربت کو جانتا ہوں۔ میں تمہاری ضرورت کو دیکھ رہا ہوں کہ تیرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جس پر تو گھمنڈ کر سکے۔ جو کچھ تیرے پاس تھا وہ تھجھے سے لے لیا گیا ہے۔ تو نے ہمیشہ کی زندگی کے بد لے اپنی تمام چیزوں کو خوشی سے دے دیا ہے۔ تجھے ٹھھوں میں اڑایا جاتا ہے۔ تیرا مذاق بنایا گیا ہے۔ تیرے پاس کوئی جسمانی چیز نہیں جس پر تو تکمیل کر سکے۔ لیکن ان سب چیزوں کے باوجود بھی تو دولت مند ہے۔ تیری سلامتی اس میں ہے جو تیرا بہت بڑا جراحتی تیری پر ہے۔ تیری بادشاہی ابھی آنے والی ہے لیکن یہ آئے گی۔ اور یہ ابدی بادشاہی ہو گی۔ ہاں میں تمہاری آزمائشوں اور ضروریات کی متعلق فکر مند ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ ان میں رہ کر آگے بڑھنا کس قدر مشکل ہے۔ لیکن جب میں تم کو اپنا بنانے کا دعویٰ کرنے آؤں گا تو

میں ان ساری باتوں کو یاد کروں گا۔ اور تمہیں صلیٰ عنایت کروں گا۔

**119-2** چونکہ خدا دومند کو بھی نجات دے سکتا ہے اس لیے یہ بات کسی طرح بھی دولت مند کے خلاف نہیں ہے۔ خدا کے کچھ لوگ دومند بھی ہیں۔ لیکن دولت ایک جال بن سکتی ہے، نہ صرف ان ہی کے لیے جو اس کو رکھتے ہیں بلکہ جو اسے نہیں رکھتے یہ ان کے لیے بھی ایک جال ہے۔ بہت عرصہ پہلے یعقوب نے پہلے زمانے کے لوگوں کو جو دومند پر بھروسہ رکھتے تھے چلا کر کہا کہ ”خداوند یسوع کا ایمان تم میں سے طرفداری کے ساتھ نہ ہو۔“ اس زمانہ کے غریب لوگ خدا پر بھروسہ رکھنے کی چالپوی کرتے تھے کہ کس طرح ان سے مالی امداد حاصل کریں۔ ایسا مت کریں۔ یعقوب کہتا ہے کہ ایسا مست کریں۔ دولت ہی سب کچھ نہیں۔ پیغمبر نعم البدل نہیں رہا اور نہ ہی یہ آج کوئی نعم البدل ہے۔ ہمارے پاس پہلے کی نسبت کہیں زیادہ دولت ہے تو بھی روحانی کام، بہت کم ہورہے ہیں۔ خدا پسیے کے ساتھ کام نہیں کرتا۔ وہ اپنی روح کے دلیل سے کام کرتا ہے اور اس کی روح صرف ایسی زندگی کے ذریعے کام کرتی ہے۔ جو کلام کے لیے وقف ہو۔

## شیطان کی جماعت

**119-3** مکافہ 9:2 ”اور جو اپنے آپ کو یہودی کہتے ہیں اور ہیں نہیں بلکہ شیطان کی جماعت ہیں ان کے لعن طعن کو بھی جانتا ہوں۔“ یہ آیت ایک قابل توجہ خیال کی حامل ہے۔ اس لینے نہیں کہ اس کے لفظ بہت نزالے ہیں بلکہ اس کو ایک ہزار سال بعد کے آنے والے زمانہ میں دھرا گیا ہے۔

**119-4** مکافہ 9:2 ”میں تیری مصیبت اور غربتی کو جانتا ہوں (لیکن تو دومند ہے) اور جو اپنے آپ کو یہودی کہتے ہیں اور ہیں نہیں بلکہ شیطان کی جماعت ہیں ان کی لعن طعن کو بھی جانتا ہوں۔“

یہاں لفظ یہودی سے مراد یہودی لوگوں کا نہ ہے بلکہ یہودی کے گھرانے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح کہ میں اپنے آپ کو آئیہر لینڈ کا باشندہ کہوں۔ یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ وہ حقیقی یہودی ہیں۔ یعنی پیدائشی یہودی لیکن وہ جھوٹے تھے۔ نہ ہی وہ پیدائشی اعتبار سے یہودی تھے اور نہ ہی مذہبی اعتبار سے۔ اگر یہ سب حق ہے تو پھر وہ کیا تھے؟ یہ ریا کا رلوگ تھے جو پہلے ہی کلیسیا کا ایک حصہ تھے ان کا تعلق جنگلی انگور کے ساتھ تھا۔

**120-1** چونکہ وہ حقیقی انگور نہ تھے بلکہ جنگلی اور جھوٹے انگور تھے اس لیے خدا نے کہا کہ ”وہ شیطان کی جماعت ہیں۔ اب جماعت کے لیے وہ لفظ استعمال نہیں ہوا جو کہ ہم کلیسیا کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ باہم میں کلیسیا کا مطلب ہے ”الگ کیے گئے“ یا ”برگزیدہ“۔ زبور نویں ان پنے ہوئے لوگوں کے متعلق کہتا ہے کہ ”مبارک ہے وہ آدمی جسے تو برگزیدہ کرتا اور اپنے پاس آنے دیتا ہے کہ وہ تیری بارگا ہوں میں رہے۔“ زبور 4:65۔ یہاں جماعت کا مطلب ہے بہت سے لوگوں کا مجمع۔ یہ اچھے بھی ہو سکتے ہیں اور بے بھی۔ لیکن یہاں پاس کا اشارہ برے لوگوں کی طرف ہے۔ کیونکہ وہ لوگ ہیں جن کا ہونا خدا کے لینے نہیں بلکہ اپنے لیے ہے۔ یسعیا نے ان کے متعلق کہا ہے کہ وہ کبھی اکھٹے ہوں پر میرے حکم سے نہیں۔ جو تیرے خلاف ہوئے۔ وہ تیرے ہی سب سے کریں گے۔ یسعیا 15:45۔ اور چونکہ یہ حقیقی انگور کے خلاف تھے اس لیے خدا ایک دن ان کو بر باد کرے گا۔

**120-2** کلیسیائی ڈھانچے میں اس قسم کے ملے جلے کیوں ہیں جو اپنے آپ کو یہودی کہتے ہیں؟۔ اسکا سبب یہ ہے کہ چونکہ وہ جھوٹے تھے اس لیے وہ کوئی بھی دعویٰ کر سکتے تھے۔ وہ جو چاہتے کہہ سکتے تھے۔ ایسی حالت میں وہ اپنے ذہن میں بہت ہی مضبوط خیال رکھ کر جھوٹ بول سکتے تھے۔ کیا یہ ایسے نہیں کہ ابتدائی کلیسیا اگر ساری نہیں تو زیادہ تو یہودیوں پر مبنی تھی۔ جنہوں نے اپنے آپ کو اس کے بدن کے اصلی اعضا بنا دیا؟ بارہ رسول یہودی تھے۔ اور بعد کے رسول یا تو یہودی تھے یا نو یہودی۔ بدیں وجلوگوں کا یہ دعویٰ کہ وہ یہودی ہیں ان کو اختیار کا درجہ دیتا تھا۔ وہ جھوٹ بولتے اور اس پر ڈٹے رہتے۔ بغیر حقائق

اور تواریخ کی فکر کے وہ صرف اسی طرح کہتے اور پھر یہی کہتے رہتے کہ جلد ہی لوگ اسے قبول کر لیں گے۔

اب کیا آپ اسے سمجھ چکے ہیں؟ کیا یہ وہی روح نہیں جو آج کل کلیسیا کے اندر ہے؟ کیا آج ایک ایسا فرقہ نہیں جو اصلی اور حقیقی کلیسیا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ نجات صرف ان کے درمیان رہ کر ہی مل سکتی ہے؟ کیا وہ یہ دعویٰ نہیں کرتے بادشاہی کی کنجیاں ان کے پاس ہیں جو انہوں نے پطرس سے حاصل کی ہیں؟ کیا وہ نہیں کہتے کہ پطرس ان کا پہلا پوپ تھا اور وہ روم میں رہا جب کہ تو اریخی طور پر دعویٰ کی کوئی حقیقت نہیں؟ حتیٰ کہ اس کے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور با سمجھ پیر و کار بھی اس کے جھوٹ کو مانتے ہیں۔ شیطان کی جماعت! اور اگر شیطان اسکا باپ ہے۔ اور وہ جھوٹ کا باپ ہے۔ تو پھر یہ تعجب کی بات نہیں کہ جو اسکی جماعت میں ہیں وہ بھی جھوٹ ہیں۔

**121-1** طعن کے خیال پر غور فرمائیں۔ شیطان کی جماعت خدا پر لعن طعن نہ کر رہی تھی (لیکن یہ کہے بغیر اسی کو کہنا ہے) بلکہ وہ حقیقی کلیسیا پر لعن طعن کر رہی تھی۔ یقیناً جس طرح قائن نے ہابل کو ستایا اور مارڈا (کیونکہ وہ اس شریر سے تھا) یسوع نے بھی یہوداہ کے مردہ دستوروں کے مانے والوں سے کہا کہ وہ اپنے باپ ابلیس سے ہیں۔ ان لوگوں نے بھی پہلے زمانے کے ابتدائی برسوں میں مسحیوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی کوشش کی۔ اور اب وہی گروہ جسے جنگلی انگور کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے۔ دوسرے زمانے کے ایمانداروں کو اور زیادہ قوت کے ساتھ تباہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ مخالفِ مسیح کی روح پر و ان چڑھ رہی ہے۔

**121-2** یہ گروہ جس نے نیکلیوں کے کاموں کے ذریعے کلیسیا میں ہمیشہ آہستگی کے ساتھ قدم رکھا اور اب مزید منظر عام پر آنے نے نہیں ہچکچایا بلکہ اب اس نے اپنے آپ کو کھلے بندوں منظم کر لیا ہے اور حقیقی کلیسیا کے خلاف واضح دشمنی کی صورت میں رونما ہوا ہے۔

**121-3** جب میں کہتا ہوں کہ یہ مخالفِ مسیح کی ایک منظم کلیسیا ہے تو اپنے سامنے تواریخ کی ایک مصدقہ سچائی کو پیش کرتا ہوں پہلی کلیسیا کی بنیاد روم میں رکھی گئی (اس تواریخ کو ہم پر گمن کے زمانے میں دیکھیں گے) جس نے پہلے ہی خدا کی سچائی کو جھوٹ میں تبدیل کر کے رکھ دیا اور ایک بت پرست مذہب کو مسیحی نام سے متعارف کرایا۔ (گویہ حقیقی کلیسیا ہونے کا دعویٰ کرتی تھی) تو بھی دوسرے زمانے میں یہ اس قدر بت پرست ہو چکی تھی کہ پولیکارپ اپنے بڑھاپے کے عالم میں پندرہ سو میل سفر طے کر کے آیا کہ ان کے ساتھ مل کر ان کو مسیحیت کی طرف واپس پھیرنے کی شفاقت کرے لیکن ان لوگوں نے ایسا نہ چاہا۔ ان کا ایک ایسا کلیسیائی نظام تھا جو کلام سے بالکل الگ ہو چکا تھا۔ یوں یہ شیطان کی جماعت تھی جو لعن طعن سے بھری ہوئی تھی۔ اور چونکہ اس میں نیکلیوں کا نیچ پہلے ہی موجود تھا اس لیے وہ جلد ہی شیطانی مذہب کی تخت گاہ یا قوت بن جائے گی۔ یاد رکھیں کہ مکاشفہ 9:2 ان لوگوں کو شیطان کی جماعت کے نہیں کہتا بلکہ شیطان کی جماعت کہتا ہے۔

**121-4** مخالفِ مسیح کی روح نہیں۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں جو کلیسیائی زمانوں میں اتفاق سے آگئی ہو۔ بلکہ یہ شروع ہی سے اس میں رہی ہے۔ اسے باریکی سے دیکھنے کے لیے کہ یہ خدا کے خلاف کام کر کے کلیسیا پر کس طرح غالب آتی ہے، پرانے عہد نامے کو ملا خلطہ فرمائیں۔ آئیے۔ دیکھیں کہ جب بنی اسرائیل ملک مصر سے نکلے کہ وہ بیان کی کلیسیا بنیں تو کیا ہوا۔

**122-1** جس طرح ابتدائی کلیسیا روح القدس کی خالص خدمت کے تحت شروع ہوئی یعنی انسانوں عجیب کا موس مثلاً بتوت، بیگانہ زبانوں، ترجمہ، حکمت اور علمیت۔ جب انہوں نے مصر کو چھوڑا تو وہ خدا کے روح کی رہنمائی کے ساتھ میں تھے جو نعمتوں میں ظاہر ہو رہی تھی۔ خدا ان لوگوں کا رہنماء تھا۔ حقیقت میں وہ ان کا بادشاہ تھا۔ وہ باپ شہنشاہ تھا اس نے بنی اسرائیل کی اس طرح فکر کی جس طرح کی ایک انسان اپنے گھر انے کی فکر کرتا ہے۔ اس نے اس کو سیر کیا ان کی جنگیں لڑیں۔ ان کی مشکلات کو آسان بنا یا اور ان کے مسائل کو حل کیا اس نے اپنے آپ کو ان کے ساتھ مصروف رکھا۔ وہی ایک ایسی قوم تھی، جس کا وہ حقیقی خدا تھا لیکن ایک دن جب انہوں نے اردو گردی کھانا شروع کیا تو انہوں نے فلسطینیوں اور دیگر اقوام کو دیکھا کہ ایک بادشاہ ان پر راج کرتا ہے یہ بات ان

کی آنکھوں کو بہت بھلی معلوم ہوئی۔ اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ انہیں بھی اپنی رہنمائی کسی انسان کے ہاتھ میں دینی چاہیے۔ اس لیے انہوں نے ایک بادشاہ کی خواہش کی۔ یا کہیں کہ خدا خود خداوند یوسع مسح کی شخصیت کے ذریعے ان کو انسانی قیادت بخشے والا تھا۔ لیکن وہ اس سے آگے نکلا چاہتے تھے۔ شیطان خدا کے منصوبے کو جانتا تھا اس لیے کہ اس نے لوگوں کے دلوں میں خدا (کلام) سے آگے نکلنے کا خیال ڈال دیا۔

**122- جب وہ سیموئیل کے پاس آ کر بادشاہ کے لیے کہنے لگے تو سیموئیل اس قدر مایوس ہوا کہ اسکا دل بیٹھ گیا۔ خدا پنے لوگوں کی رہنمائی اس مقدس اور کلام کے قصد یقین شدہ نبی کے ذریعے کرتا چلا آ رہا تھا اور اس نے محسوس کیا کہ اسے رد گیا گیا ہے۔ اس نے ان لوگوں کو جمع کر کے ان کے آگے درخواست کی کہ وہ اس خدا کو نہ چھوڑیں جو انہیں بچوں کی طرح اٹھا کر پھر تارہ اور ان کو بڑھاتا اور برکت دیتا رہا۔ لیکن وہ اپنی بات پر مجھ رہے۔ انہوں نے سیموئیل سے کہا ”تو نے ہماری رہنمائی کرنے میں کوئی غلطی نہیں کی۔ اور نہ ہی کبھی تو نے روپے پیسے کے معاملے میں بد دیانتی کی ہے۔ تو نے حتیٰ المقدور کوشش کی ہے کہ ہمیں خداوند کے کلام کے مطابق چلائے۔ ہم خدا کے مجنزوں، حکمت، عنایات اور اس کی حفاظت کی داد دیتے ہیں، ہم اس پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم اسے پسند کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہم اس کے بغیر رہنا بھی نہیں چاہتے۔ ہم محس ایک بادشاہ چاہتے ہیں جوڑا یوں میں ہماری رہنمائی کیا کرے۔ بے شک ہماری نیت یہ ہے کہ جب کبھی بھی ہم لڑائی کے لیے نکلا کریں تو کاہن ہمارے آگے ہوا کریں گے اور ان کے پیچھے اور ہم زستگے بھی پھوڑا کریں گے۔ شور مچائیں گے اور گائیں گے ہم ان میں سے کسی بات کو بند کرنے کا رادہ نہیں رکھتے۔ لیکن ہم ایک ایسا بادشاہ چاہتے ہیں جو ہم میں سے ہو اور ہماری رہنمائی کرے۔**

اور خدا نے سیموئیل سے کہا ”دیکھو انہوں نے تمہیں نہیں بلکہ مجھے رد کیا ہے کہ میں ان پر حکمران نہ رہوں۔“

**123-1** یہ کس قدر غمناک بات تھی انہوں نے یہ بالکل محسوس نہ کیا کہ جب وہ خدا کو کہہ رہے تھے کہ ان کو باقی دنیا کی طرح کا ہونے دے تو وہ اسے رد کر رہے تھے اس لیے کہ خدا نے اپنے لوگوں کو دنیا سے مختلف چلنے کے لیے مقرر کیا ہوا تھا۔ وہ دنیا کے لوگ نہ تھے اور وہ دنیا کی طرح نظر بھی نہ آتے تھے اور نہ ہی دنیا کی طرح کلام کرتے تھے۔ وہ دنیا کے اعتبار سے مصلوب ہو چکے تھے اور دنیا ان کے اعتبار سے مصلوب تھی 2 کرنھیوں 18:6-17:6 ”اس واسطے خداوند فرماتا ہے کہ ان میں سے نکل کر الگ رہو۔ اور ناپاک چیز کو نہ چھوڑ تو میں تم کو قبول کر لونگا۔ اور تمہارا باپ رہوں کا اور تم میرے بیٹے بیٹیاں ہو گے۔ یہ خداوند قادر مطلق کا قول ہے۔“

**123-2** غور کریں کہ بنی اسرائیل اور باقی لوگوں کے درمیان صرف خدا کا فرق تھا۔ خدا ایک طرف کر دیں تو بنی اسرائیل کسی بھی دوسری قوم کی مانند تھے۔ جب سمسوں نے اپنے بالوں کو کٹوادیا تو وہ عام آدمیوں کی مانند ہو گیا۔ روح القدس کی رہنمائی کو ایک طرف کر دیا تو کلیسیا محس ایک ایسی دنیا بن کر رہ جائے گی جس کے ساتھ خدا کا نام مسلک کیا گیا ہے۔ دنیا اور کلیسیا ایک ہی مادے سے بنے ہیں۔ بالکل ویسے ہی جس طرح کہ یعقوب اور عیسوی ایک ہی والدین سے تھے لیکن خدا کے روح نے فرق پیدا کیا۔

**123-3** اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ آپ اپنے آپ کو مسیحی کہتے ہیں، کوئی بھی ایسا کر سکتا ہے۔ چونکہ خدا کی روح کے بغیر آپ خدا کی طرف سے روکے ہوئے ہیں اس لیے کہ دیکھنا یہ ہے کہ آپ کے پاس خدا کا روح ہے یا نہیں۔ کیونکہ رُوح کے بغیر آپ اس کے نہیں۔ آمین۔

**123-4** کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزر اکہ میں نے ایک خاتون سے پوچھا کہ وہ مسیحی ہے یا نہیں تو اس نے مجھے کہا ”جناب میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ میں ہر رات کو موم بقی جلاتی ہوں۔ دنیا کا اس کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ میں میتھوڈسٹ ہوں۔ میں بپسٹ ہوں۔ میں پینٹی کاٹل ہوں۔ اس کا ان بالتوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یہ روح القدس ہے یا بر بادی۔“

**123-5** پہلے زمانہ سے دیکھنا شروع کریں گے کہ لوگوں نے کس طرح خدا میں ترقی کرنے کے طریقوں پر غور کرنا شروع کر دیا۔ نیکلیوں کے کاموں نے

اپنے آپ کو منظر عام پر لانا شروع کیا اور یوں ایک فرقہ وجود میں آگیا جو کلام کے نمونے سے دور ہٹنے لگا۔ صرف ایک لفظ بدلنے کی ضرورت ہے اس لیے کہ یہ تھوڑا سا خمیر سارے گندھے ہوئے آٹے کو خمیر کر دیتا ہے۔ جو شریعت کے ایک نقطے میں قصور وار ہے وہ ساری شریعت کا قصور وار گردانا جاتا ہے۔ حوانے صرف ایک ہی لفظ کو بدلنا۔ اب اسی سے سب خرابی ہو جائے گی۔

**123-6** جب یہ فرقہ جس میں شیطان بسا ہوا تھا وجود میں آگیا تو اس نے حقیقی ایمانداروں کے ساتھ اٹائی شروع کردی ان لوگوں نے اس بات پر زور دینا شروع کر دیا کہ وہ خدا کی کلیسیا ہیں۔

**123-7** غور کریں کہ تنظیم نے کس طرح نفرت کو جنم دیا۔ اس نے پاک رفاقت کو بر باد کر کے رکھ دیا اور اس کی جگہ کڑواہٹ پیدا کر دی۔ اور یہ مرکا مطلب یعنی وہ چیز ہے جس سے سمرُنہ بھرا ہوا تھا۔ کڑواہٹ اور کڑوی جڑ بہتوں کو بر باد کر دیتی ہے۔ چنانچہ زیادہ سے زیادہ خرابی اندر آنے لگی اتنی کہ ہر آنے والا زمانہ اسکے زخموں کے نشان دیکھ سکے گا۔

**124-1** سمرُنہ کی کلیسیا اصلیت سے بہت دور ہو چکی تھی۔ یہ دوغنی بن گئی تھی۔ اس نے اپنے آپ کو حوا کی طرح دوغلا بنالیا۔ آپ جانتے ہیں کہ دو اقسام کو ملانے سے جو کچھ پیدا ہوتا ہے وہ دوغلا کہلاتا ہے۔ ان کا حاصل مزید اصل کی مانند خالص نہیں رہتا۔ یہ مخلوط نسل ہوتی ہے جب حوانے جانور کو جاہازت دی کہ وہ اس کے ساتھ مل کر ایک مخلوط نسل پیدا کرے تو اس نے ایک ایسی مخلوق کو جنم دیا کہ جو قائن کے نام سے کہلاتی قائن خالص انسان نہ تھا۔ وہ اس شریروں سے تھا۔ غور کریں کہ وہ ہابل سے کس قدر مختلف تھا۔ وہ سیت سے کس قدر مختلف تھا۔ اس نے خدا سے نفرت کی اور اس کے کلام کے تابع نہ ہوا بلکہ راست باز کوستایا اور مار ڈالا۔ اس نے اپنے آپ کو خدا کے کلام سے سر بلند بنایا۔

**124-2** کلیسیا اس مقام سے دور ہٹ چکی تھی جہاں وہ پہلے تھی۔ وہ دوغنی ہو چکی تھی اس کا مطلب ہے کہ برائے نام کلیسیا دوغنی کلیسیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ ”میں پیٹھ ہوں،“ ابتداء میں ایسے نہ تھا۔ ”میں میتھو ڈسٹ ہوں،“ ابتداء میں ایسے نہ تھا۔ خدا کے سیدھے سادھے کلام اور کلیسیا میں روح سے معمور لوگوں کی جگہ پر روح کے دینے ہوئے مکاشفہ کی رہنمائی میں چلیں۔ اب اسکی جگہ عقائد اور قوانین نے لے لی ہے اور تعلیم یافتہ لوگ تعلیم یافتہ لوگوں کے متعلق قیاس آرائیاں کر رہے ہیں۔ علم نے مکاشفہ کی جگہ حاصل کر لی ہے اور دلائل نے ایمان کی جگہ۔ روح القدس میں حمد و ستائش کی جگہ پروگراموں نے لے لی ہے۔ لیکن ابتداء میں ایسے نہ تھا۔ یہ سب کچھ بدل چکا ہے اور اب یہ ایک دوغنی کلیسیا بن کر رہ گئی ہے۔

**124-3** اب جب کلیسیا دوغنی ہو چکی ہے۔ تو کیا خالص مسیحی پیدا کرے گی؟ ہرگز نہیں وہ زندگی اور تم جو ایک مسیحی کو جنم دیتا ہے ان میں موجود نہیں۔ ہر جنس اپنی جنس کے مطابق پیدا ہوتی ہے۔ پیٹھ لوگ پیٹھ کی طرح حرکات کریں گے۔ میتھو ڈسٹ، میتھو ڈسٹ لوگوں کو پیدا کریں گے۔ اور وہ بھی میتھو ڈسٹ لوگوں جیسی حرکات کریں گے۔ ان میں سے ایک بھی خدا کی قوت سے آشنا نہیں اور نہ ہی کبھی ہو گا۔ اس لیے کہ یہ ان کے درمیان نہیں ہے۔ وہ خدا کی پرستش کی رسومات اور عقائد کے باعث جانے جاتے ہیں۔

**124-4** جب دوغنے پر متعلق بات کرتے ہیں تو کیا آپ دنیا میں سب سے مشہور دوغنی نسل کو جانتے ہیں؟ یہ صد یوں سے ہمارے درمیان ہے اور یہ خچر ہے۔ یہ گدھے اور گھوڑی کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ بڑی عجیب قسم کا جانور ہے۔ یہ اپنی اولاد پیدا نہیں کر سکتا۔ اس کے اندر زندگی کے جراثیم نہیں ہوتے۔ تاہم ذرا سکے کام کو دیکھیں۔ اور یہ اس قدر رضدی ہوتا ہے کہ آپ اس پر بھی بھروسہ نہیں کر سکتے۔ یہ دوغنے مذہب کی ایک مکمل تصویر ہے۔ سچائی اور تاریکی کو ملایا گیا ہے۔ گھوڑا ایک حقیقی ایماندار کو ظاہر کرتا ہے۔ اور گدھا ناراست شخص کی تصویر ہے۔ آپ ان دونوں کو ملائیں تو نتیجہ بانجھ پن اور رسی مذہب ہو گا۔ اسیں زندگی کا ختم نہیں۔ یہ مردہ ہے۔ یہ سچائی کے متعلق بات کر سکتا ہے لیکن سچائی کو پیدا نہیں کر سکتا۔ اس کے اندر خدا نہیں تو بھی یہ باہم جمع ہونے پر خدا کی باتیں کر سکتا ہے لیکن ان سب باتوں کے باوجود بڑے قرینے کے ساتھ اس کی قوت کا انکار کرتا ہے۔ یہ خداوند کے نام پر کلام کا انکار کریں گے۔ ان کے لیے بھی کوئی امید نہیں۔ کیا آپ نے غور کیا ہے کہ کسی منظم مذہب یا فرقے کے اندر بیداری کبھی نہیں آئی؟ کبھی نہیں۔ ایک بار جب وہ منتظم ہوا تو وہ مر گیا۔ وہ

پھر کبھی واپس نہیں آ سکتا۔ نہیں جناب۔ میں آپ کو ایک مثال دے سکتا ہوں۔ خروج 13:13 ”اور گدھے کے پہلے بچے کے فدیہ میں برہ دینا اور اگر تو اس کا فدیہ نہ دے تو اسکی گردان توڑ دینا۔ اور تیرے بیٹوں میں جتنے پہلو ٹھے ہوں ان سب کا فدیہ تجوہ کو دینا ہوگا۔“ دیکھا کہ گدھا چھڑایا جا سکتا ہے۔ ہر ایک گنہگار خداوند یہوں مسیح کے خون کی قربانی کے باعث چھڑایا جا سکتا ہے یا پھر وہ مسیح کو رُد کر کے اپنے آپ کو رُد کر لیتا ہے۔ لیکن خچر کا فدیہ نہیں دے سکتے۔ اسکے لیے کوئی مخصوصی نہیں ہے۔ اس کے لیے کوئی خون نہیں۔ چونکہ خچر کلیسیا میں پناہ لیتا ہے اور گدھا خون میں، اس لیے خچر کی مخصوصی نہیں ہو سکتی۔ خچر کے اندر زندگی کے جرا شیم نہیں ہوتے جب کہ گدھے میں یہ جراثم موجود ہے۔

**125-1** چند ہفتوں کی بات ہے کہ میں نے ایک ایڈیٹوریل پڑھا۔ ہاں ایک غیرنجات یافتہ بنس میں کالکھا ہوا تھا (کرسچین بنس میں کا نہیں) اس نے کہا کہ وہ کلیسیاوں سے متعجب ہے وہ ان کو سمجھنیں سکتا۔ ان کے پاس پروفیسروں سے بھری ہوئی سیکنر یاں ہیں جنہوں نے کلام کو اس لیے سیکھا کہ وہ اسے ضائع کر دیں اور یہ شخص اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ وہ اس سے خوف زدہ ہے۔ اس نے کہا کہ وہ بے دین۔ اثر اکیت، آزاد خیال یا کسی اور کو جو اس طرح کے کام کرتا ہے سمجھ سکتا ہے لیکن جب کلیسیا نے خود خدا کے کلام کو باطل کیا ہے تو یہ قتلِ عمدہ کے مترادف ہے۔ یہ ہے آپ کا دو غلام ہب۔ اے امریکہ پیشتر اس کے مزید دیر ہو جائے بیدار ہو جاؤ۔

**125-2** جب کلیسیا کلام سے ہٹ جاتی ہے تو یہ کسی بھی بات کو مان سکتی ہے۔ یہ حوا کی مانند ہے۔ جب قائن پیدا ہوا تو اس نے کہا کہ ”مجھے خداوند کی طرف سے ایک مرد ملا۔ کیا آپ محسوس کرتے ہیں کہ اس کا حقیقت میں یہی مطلب تھا؟“ اس نے سوچا کہ اسے خدا کی طرف سے ایک مرد ملا۔ دیکھیں کہ خدا کے کلام کی جگہ جب وہ شیطان کی بات کو سن کر دھوکہ کھائی تو اس نے سوچا کہ جو کچھ بھی اس نے کہا ہے وہ درست ہے۔ اگر اس نے کہا کہ اسے خداوند کی طرف سے ایک مرد ملا تو اس کو خداوند کی طرف سے ہی ملا۔ لیکن خدا نے اپنی کائنات کے اندر کچھ اصول اور قانون قائم کئے ہیں۔ صرف اچھا ہی اچھا پھل پیدا کر سکتا ہے اور برا ہی برا پھل پیدا کرتا ہے۔ لیکن ہر بیج گودہ مختلف ہوا یک ہی زمین میں سے خوارک، نمی اور سورج کی پیش حاصل کرتا ہے۔ لیکن پھل وہ اپنی جس کے مطابق ہی لائے گا۔ قائن کی نسل کی تواریخ کو ملاحظہ فرمائیں اور پھر سیت کی نسل پر غور کریں۔ دونوں میں صرف اصلی بیج کا فرق ہے اور کچھ نہیں۔

**126-1** اگر آپ حوا کے اس بیان کو بغور دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ جس طرح زیادہ لوگ سمجھتے ہیں اس میں ان سے کہیں زیادہ سمجھتی ہیں۔ اس نے اسے شیطان کا بیٹا کہہ کر نہیں پکارا۔ کیونکہ اگر وہ ایسا کہتی تو وہ اسے خدا کے برابر بناتی۔ صرف خدا ہی مریم کے بطن میں ایک بیضے کو خلق کر سکتا تھا۔ شیطان ایسے نہیں کر سکتا تھا۔ ہوا اس بات کو جانتی تھی، شیطان صرف الٹا کام کر سکتا تھا اس لیے اس نے اسے غلط نسل دیکر فریب دیا۔ ہابل اور سیت کو دنیا میں لانے والا آدم کا تم تھا۔ دونوں تختم ایک ہی عمل میں سے گزرے لیکن بچے مختلف تھے اس لیے کہ دونوں کے باپ مختلف تھے۔

**126-2** وہ سمجھتی تھی کہ قائن خدا سے ہے۔ اس نے شیطان کے جھوٹ کو خدا کی صداقت کی مانند قبول کیا۔ یہ بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ یہ اب ہمارے پاس ہے۔ کلیسیاوں نے اپنے آپ کو سچائی کا سرچشمہ بنارکھا ہے لیکن سچائی ان میں موجود نہیں۔ تاہم ان کی اولاد ان کی قسم کھاتی ہے اور ان کی غلطی کو قائم رکھنے کے لیے مارنے کے لیے تیار ہوتی ہے۔

**126-3** اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میں بڑھا چڑھا کر بات کر رہا ہوں تو تین چھیس تیسے باب سے لے کر چوتھے باب کی پہلی پانچ آیات کو پڑھیں۔ ”خدا اور مسیح یہوں کو جو زندوں اور مردوں کی عدالت کریگا گواہ کر کے اور اس کے ظہور اور بادشاہی کو یاددا کر میں تجھے تا کید کرتا ہوں کہ تو کلام کی منادی کر۔ وقت اور بے وقت مستعد رہ۔ ہر طرح کے تحمل اور تعلیم کے ساتھ سمجھادے اور ملامت اور نصیحت کر۔ کیونکہ ایسا وقت آیے گا کہ لوگ صحیح تعلیم کی برداشت نہ کریں گے بلکہ کانوں کی کھجولی کے باعث اپنی اپنی خواہشوں کے موافق بہت سے استاد بنا لیں گے۔ اور اپنے کانوں کو حق کی طرف سے پھر کر کہانیوں پر متوجہ ہونگے۔ مگر تو سب باتوں میں ہوشیار رہ۔ دکھاٹھا۔ بشارت کا کام انجام دے۔ اپنی خدمت کو پورا کر۔“

**126-4** جب کلیسیا نے آدم اور حوا کی مانند اپنے آپ کو اصلاحیت سے دور کر لیا تو اندر موت آگئی۔ اور وہ مزید کسی طاقت کی حامل نہ رہی بلکہ ایک عجیب

الخاقت مخلوق بن کرہ گئی جب کلیسیا نے روح القدس اور کلام کی رہنمائی کے عوض لوگوں کو مذہبی ضابطوں اور رسومات پر چلانے والی منظم کہانت کے زیر اثر چلانے کا فیصلہ کر لیا تو اندر موت آگھسی اور اس نے بیمار ہونا شروع کر دیا۔ پھر جو نبی وہ بیمار ہوئی تو وہ ایک بے قوت گروہ میں تبدیل ہو کر ہ گئی جس کا تھیار صرف بحث و تجھیص تھا۔ چونکہ اس کی امید یہ صرف پروگراموں پر لگ گئیں۔ اس لیے وہ جو خود کچھ پیدا کرنے کے قابل نہ رہی۔ انہوں نے پروگراموں کو بویا اور پروگراموں کو ہی کاٹا انہوں نے برائی کو بویا اور برائی کی اولاد کو کاٹا۔

**127-1** اگر آپ خدا کے ساتھ بگڑیں تو آپ ٹھیک وہی چیز کا ٹھیں گے جسکو آپ نے بویا ہے۔ انسان کو یہ بات قدرت سے سیکھنی چاہیے۔ اس نے فطرت کے ساتھ دست اندازی کی ہے۔ اس نے نظام قدرت میں اپنے خیالات اور قیاسوں کو ٹھونسا ہے۔ ذرا دیکھیں کہ اس نے مرغی کی کس طرح افزائش نسل کی ہے۔ یہ اس قدر اعلیٰ پیمانے پر کی گئی ہے کہ وہ ایک ایسی مشین ہے کہ رہنمائی ہے جو خود بخود انتہے دیتی ہے۔ یہ غذائیت کے لیے اچھی نہیں ہے۔ کھانے میں یہ نہایت ہی بدمزہ اور ناقص ہے۔ وہ ٹیکوں کے ذریعے مادے اس کے جسم میں داخل کرتے ہیں اور اسکی وجہ سے انسانی بدن اس طرح تبدیل ہو رہے ہیں کہ عورتیں کو یہوں سے سکڑی ہوئی اور کندھوں سے کشادہ ہو رہی ہیں اور مرد اس کے الٹ ہو رہے ہیں۔ اب اگر آپ قانون قدرت کے ساتھ کھینا شروع کر دیں۔ تو جب آپ سچائی کو بد لیں گے۔ تو پھر کیا ہو گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ مختلف مسخ اور بے خدام ہی نظام کو حجم دیں گے۔ جو اس قدر خراب ہو گا کہ اصل کو پیش نہ کر سکے گا۔ اس قسم کی حالت کا خدا کے پاس ایک ہی جواب ہے اور وہ ہے آگ کی جھیل ہے۔

**127-2** بجارتہ سُمرنہ کا زمانہ ٹوٹ رہا تھا۔ اور جب یہ ختم ہو گیا تو پھر کبھی واپس نہ آیا۔ کوئی بھی زمانہ کبھی واپس نہیں آئی۔ اسکے اندر محض انسانی نسل کے ذریعے خدا کی زندگی نہیں آسکتی۔ اس کے لیے ایک ایسی نسل کی ضرورت ہے جو اور پر سے ہو۔ یہ آخری زمانہ جب پہنچتا ہے بیداری کی آگ کے ساتھ شروع ہوا تو انہوں نے اسے منظم کرنا شروع کر دیا۔ خدا کے کلام کے عوض انہوں نے اپنے خیالات کو پانا کر رہی ہی کچھ کیا جو ہر زمانے میں ہوا۔ اور کلام کی جگہ دستور اعمال بنالیے۔ ذرا آپ اس دستور اعمال سے باہر قدم رکھیں اور پھر دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے۔ ”بھائی آپ باہر خارج کئے گئے ہیں“ یوں وہ آپ کو اذیت دیں گے اور الزم امام خدا پر لگائیں گے وہ اپنی تنظیموں سے کس قدر پیار کرتے ہیں۔ اس میں تعجب کی بات نہیں کہ یہ پیشی کا مثل لوگوں کی دوسری پشت ہے اور چونکہ خدا کے پوتے پوتیاں نہیں ہوتے اس لیے وہ محض اپنے والدوں کی اولاد ہیں۔ جو اپنے عقائد اور پرستش کے طور طریقوں سے پیچانے جاتے ہیں۔ وہ اپنی پرانی باتوں کا ذکر تو کر سکتے ہیں لیکن ان کو پیش نہیں کر سکتے۔ ایک وقت تھا جب ان کے پاس بچلی کی سی چک تھی لیکن اب پیچھے مساوائے گرج کے اور کچھ نہیں رہا۔ ذرا ان کو اپنی تحریک کے جلال کی باتیں کرنے دیں تو وہ کہیں گے جی جناب یہ وہ تحریک ہے جسے کسی انسان نے شروع نہیں کیا۔ یہ خود بخود شروع ہوئی۔ روح القدس تمام دنیا پر نازل ہوا۔ ہاں جناب ہم نے وہی کچھ حاصل کیا ہے جو اسکے پاس پیشی کوست کے دن تھا۔ اور یہ انسان کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے تھا تو پھر یہ اسی راہ پر کیوں نہ چل سکے۔ اگر اسے خدا نے شروع کیا تھا تو پھر خدا اسے جاری کیوں نہ رکھ سکا؟ اگر اسی کو شروع کرنے سے پہلے خدا نے عقیدوں اور رسومات کی کوئی کتاب نہیں لکھی تو پھر ان کو ایسا کرنے کا کیا حق ہے؟ خدا نے اپنا روح پیش کیا۔ میتوڑ سٹ۔ ناظرین۔ ایڈو میٹسٹ۔ پریسٹرین، برادرن اور چرچ آف گاؤڈ وغیرہ پر نازل کیا۔ ان سب بھائیوں نے مختلف تعلیمات، قواعد و ضوابط اور کلیسیائی دستور اعمال وغیرہ کے تحت پروٹوپیٹ پائی۔ خدا نے ان سب کو ایک طرف دھکیل دیا۔ اور ان کے زمانے کے گلوکوں کو بر باد کر کے روح کی نعمتوں کو بحال کیا اور پھر ثابت کر دکھایا کہ وہ کل اور آج بلکہ اب تک یکساں ہے۔ لیکن کیا ان پیشی کا مثل لوگوں نے تنظیم بنانے کے بارے میں کوئی سبق سیکھا؟ نہیں جناب۔ انہوں نے پہلے کی طرح اپنے آپ کو منظم کر لیا اور درستی کتب۔ دستور اعمال۔ کلیسیائی دستور اعمال اور رفتاتی کتابیں بنالیں۔ ان کے ذہن میں صرف یہ خیال تھا کہ وہ ثابت کریں کہ اب ان کے پاس تمام سچائی ہے اور وہ جواب کو جانتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ خدا کے ایسے منتخب لوگ ہیں جو خود بھی راستے سے واقف ہیں اور خدا کے مقرر کئے ہوئے رہنماؤں کی حیثیت سے وہ دوسروں کو بھی راہ دکھا سکتے ہیں۔ لیکن انہوں نے اسے حاصل نہیں کیا انہوں نے اپنے آپ کو اس فرقے کی مانند دو غلبانیا ہے۔ جن میں سے وہ نکل کر الگ ہوئے تھے اگر وہ دہن میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ تو وہ اسی طرح باہر نکلیں گے جس طرح ان کے آباو

**128-1** وہ باقی لوگوں کی طرح ہیں۔ بیداری ختم ہو جکی تھی۔ وہ مردہ ہو چکے ہیں۔ لیکن اپنے نام کو زندہ رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو منظوم بھی کیا اور خدا کی روح کی باتیں بھی کرتے رہے۔ وہ روح القدس کے ثبوت کا ذکر کرتے ہیں لیکن یہ بھول گئے ہیں کہ شیطان بھی بیگانے زبانوں میں باتیں کر سکتا ہے۔ وہ زبانوں میں باتیں کرتے ہیں با بل والا اختلاف ان کے درمیان ہے اور وہ اسے خدا کے روح کا نام دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ ہم پھر دیکھتے ہیں کہ انسان خدا سے مشورہ حاصل کرنے کی بجائے خود اس کو مشورہ دے رہا ہے۔

**128-2** ہو سکتا ہے کہ جو کچھ میں نے کہا ہے آپ اس پر مجھے جھٹکنا چاہیں۔ بہت اچھا۔ وہ لوگ اپنے آپ کو پیشی کا شل اور فل گا سپل کے نام سے پکارتے ہیں۔ آئیے۔ انہیں ثابت کر کے دکھائیں پیشی کوست کے دن آگ اب کی صورت میں نازل ہوئی اور ان میں سے ہر ایک پر زبانوں کی صورت میں ٹھہر گئی۔ اب آگ کہاں ہے؟ پینٹکسٹ کے دن انہوں نے بیگانے زبانوں میں باتیں کیں اور جن لوگوں نے ان کو سنا وہ ان کو سمجھے۔ وہ بات اب کہاں ہے؟ ایمانداروں کا تمام گروہ ایک ہی خاندان کے طور پر کلام کرتا تھا۔ پیشی کا شل لوگ اس بری طرح سے منقسم ہو چکے ہیں کہ تو ارخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی۔ کوئی شخص ابتدائی کلیسیا میں خود شامل ہونے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ بلکہ خدا ان کو ان میں ملا دیا کرتا تھا۔ جتنی بکریاں دوسری جماعتیں میں ہیں اتنی ہی ان کے درمیان بھی ہیں۔ وہ فل گا سپل ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن وہ اسے ثابت نہیں کر سکتے۔ ان کی کلیسیا کیں بھی قدرت سے اسی قدر خالی ہیں جتنی کہ دوسری۔ اگر یہ فل گا سپل ہے تو ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ باسیں میں پینٹکسٹ کے دن جن فل گا سپل لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ غلط ہے۔ وہ گاتے ہیں کہ ”مجھ میں ایک بڑی تبدیلی واقع ہوئی ہے“، وہ درست ہیں لیکن یہ تبدیلی بہتری کے لیے نہیں ہوئی۔ خدا کے پاس واپس آنے کا وقت ہے ان کے پاس اپنی شناخت کو قائم رکھنے کے لیے نام تو ہے لیکن وہ ہیں مردہ۔ غیر زبانیں بیداری کا ثبوت ہے۔ غیر زبانیں اس بات کی دعویدار ہیں کہ یہود یوں کی رسومات کا مذہب ختم ہو گیا ہے۔ اور اب ایک نیا دور شروع ہوا ہے۔ ان دونوں زبانیں غیر اقوام کی کلیسیا کے آگے پردہ گراہی ہیں اور خوشخبری واپس یہود یوں کی طرف جا رہی ہے۔ لوگ غیر زبانوں کو ایک عظیم روحانی تحریک کا نقیب سمجھتے ہیں۔ لیکن وہ کشتی کو کھو بیٹھے ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ انسانی خیالات، منصوبے اور بادشاہتوں کے خاتمے کی تحریر کو لکھ کر سمجھا رہی ہیں کہ خدا کی بادشاہت آپنی ہے اے خدا کے لوگو۔ اٹھو۔ اٹھو۔ اٹھو۔

**129-1** اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ سچ نہیں ہے تو ذرا اس کو سنئے۔ تمام دنیا کے اندر پیشی کا شل اور ابتدائی تعلیم کو مانے دعویدار لوگ تاجر لوگوں کو منظم کر رہے ہیں۔ انہوں نے بغیر بلاہٹ کے پلپٹ پر قبضہ کر لیا ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو آدم گیر اور خدا کی تحریک کے بانیوں کے نام سے سجا یا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ افسیوں 13-10:4 کی خدمت کی نعمت جو خدا کے کلیسیا کو دی ہے فیل ہو جکی ہے۔ اس لیے کہ وہ اسے حاصل کر رہے ہیں۔ یہاں ٹھیک ہم اس پیشگوئی کی تکمیل کے درمیان ہیں۔ مخالفت کرنے والے قورح کے نام سے کہلاتے ہیں۔ اور وہ اس کو جانتے تک بھی نہیں کہ وہ اس کو پورا کر رہے ہیں۔ وہ اندھے پن کی حالت میں سچائی کی منادی کے تجربے کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں۔ خدا ان پر رحم کرے۔ خدا کرے کہ ان کی آنکھیں مزید دیر ہونے سے قبل ہی کھل جائیں۔ اورہ میری بات سنئے۔ دولت کی شان و شوکت سماجی رہنمائی۔ تجارتی اہلیت یا خالص دماغی شجاعت نے کب کسی کو روحانی رہنمائی کرنے یا خدا کے کلام کو اہمیت دینے کی سند دی ہے۔؟ اور جب کسی بھی طریقے سے مادیت اور انسانی قدر و قیمت ایک ایسے درمیانی طور پر دکھانا شروع کر دیتے ہیں جن کے ذریعے خدا کلام کرتا ہے نہ کہ روح القدس، تو پھر ہم خدا کے لیے نہیں بلکہ اس کے خلاف جنگ کر رہے ہیں۔

**129-2** اب میں یہ بات ریکارڈ میں لانا چاہتا ہوں۔ میں کلیسیا کے بزرگوں کے خلاف نہیں بول رہا۔ نہیں جناب۔ وہ بزرگ ویسا ہی غریب ہو سکتا ہے جیسا کہ کوئی اور آدمی جب تک وہ اپنے دل اور کاموں میں بزرگ ہے۔ وہ دنیا کے امیر ترین لوگوں میں سے ہو سکتا ہے۔ میں کسی بھی شخص کو کلیسیا میں بزرگ مقرر کرنے میں کبھی بھی نہ چکلوں گا بشرطیکہ اس میں بزرگ اور خادم ہونے کی لیاقت ہو اور اس کی مالی اور سماجی خوبیوں کی پرواہ نہ کروں گا۔ لیکن جو ہی آپ کلیسیا میں سماجی اور مالی ڈھانچے کو ابھرتا دیکھیں تو یہ لوگوں کو کسی بھی طریقے سے تقسیم کر سکتا ہے۔ یہ خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ جسمانی طور پر دو تمند لیکن روحانی طور

پر غریب لود کیلائی زمانے کے وقت کا جس میں اب ہم رہ رہے ہیں ایک اور نشان ہے۔

”میں تیری غربتی کو جانتا ہوں“، کیا آپ نے غور فرمایا ہے کہ ان کی غربتی کو اسی حالت میں شیطان کی جماعت کی ساتھ منسلک کیا گیا ہے؟ ہاں یہ دو تمند اور بے قوت تنظیم ہے جس کے پاس دولت ہے اور جو لوگ خدا کی خدمت کرتے ہیں یہ ہمیشہ ان کو باہر نکال دیتی ہے۔ جب خدا کا روح لوگوں کے دلوں میں جنمیں کرتا ہے تو یہ کون ہے جو عمارتوں اور جانیدادوں کو چھوڑ دیتی ہے؟ چھوٹا گلہ ہمیشہ بڑی تنظیموں کے مقابلے میں نقصان اٹھاتا ہے۔ پھر لوگ کہاں جاتے ہیں؟ وہ اپنے گھروں، ذخیرہ خانوں اور تہہ خانوں میں بالکل اسی طرح عبادت کرتے ہیں جس طرح کہ وہ زمین دوز قبرستانوں میں جا کر کیا کرتے تھے۔ یہ لوگ اس دنیا کی چیزوں میں غریب تھے یقیناً لیکن وہ روح میں دولتمند تھے۔

**130-1** ”میں ان کے لعن طعن کو بھی جانتا ہوں“۔ یہاں یہ خیال نہیں کہ یہ جھوٹے لوگ خدا پر عن طعن کر رہے تھے۔ گواں کے کہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن وہ اصلی کلیسا پر عن طعن کر رہے تھے۔ یہ ہمیشہ اسی طرح ہوا ہے۔ شروع شروع میں یروشلم کے یہودیوں نے کلیسا پر عن طعن کیا۔ غیر اقوام کے بت پرست لوگوں نے بھی ایسی کیا۔ اگر کسی کے خلاف کچھ بولا جاتا تھا تو وہ ہمیشہ حقیقی تھی ہی ہوا کرتا تھا۔ نیرو بادشاہ کے زمانے میں ہرنا گہانی آفت کا ذمہ دار مسیحیوں کو ٹھہرایا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ روم کے جلنے کی ذمہ داری بھی انہی پر عائد کی گئی۔ اشتراکی ممالک میں سب سے پہلے چھوٹے گلے کا ہی حق مارا گیا، گو تعداد کے لحاظ سے یہ بالکل غیر اہم ہوتے ہیں۔ اگرچہ تکمیل بہت ہی اعلیٰ اور وفادار لوگ ہیں جو صرف اچھائی ہی کرتے ہیں تو بھی آخر میں ہمیشہ انہی کوستیا جاتا ہے۔ تاکہ ان کو جسمانی طور پر بر باد کر دیا جائے۔

**130-2** یہ بے خدا لوگوں کے لیے ایک تنبیہ ہے۔ وہ زخمی انگوٹھے کی طرح بڑے لوگوں کے سامنے کھڑے رہتے ہیں۔ اور گور استباز لوگ بڑے لوگوں کے ساتھ کوئی برائی نہیں کرنا چاہتے بلکہ ہمیشہ ان کے ساتھ نیکی کرنے کے درپے ہی رہتے ہیں۔ تو بھی یونہا ہمیشہ پتسرہ دینے والے کی طرح کی مستقل ناچاقی پیدا کرنے والوں کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ لیکن یونہا ہیر و دبیں کو کوئی نقصان نہ پہنچانا چاہتا تھا نہ ہی اسکی بیوی کو، بلکہ وہ ان کو خدا کے غصب سے بچانا چاہتا تھا۔ مگر اسے نہ صرف پورے طور پر غلط سمجھ کر اس کا سامنا بھی کیا گیا بلکہ اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ ان تمام نیکیوں کے عوض جو خدا کے لوگ کرتے ہیں ان کا برسر عام مضمکہ اڑا کر ان کو موت کے گھاٹ اتارا جاتا ہے۔ یقیناً ایسے لوگوں کے پیچھے کوئی منحوس قوت ہوتی ہے جو اپنے ساتھ نیکی کرنے والوں کو بدلتے میں بدی دیتے ہیں۔ ہاں اس قسم کی قوت ہے یہ شیطان ہے اور اس کا جواب اُنکی آیت ہے۔

## مصیبت کے سال

**130-3** مکافہ 10:2 ”جود کھ تجھ سہنے ہونگے ان سے خوف نہ کر۔ دیکھو بلیس تم میں سے بعض کو قید میں ڈالنے کو ہے تاکہ تمہاری آزمائش ہو اور دس دن تک مصیبت اٹھاؤ گے۔ جان دینے تک بھی وفادار رہ تو میں تجھے زندگی کا تاج دوں گا“۔

**130-4** جب بھی خداوند نے ”خوف نہ کر“ کے لفظوں کو استعمال کیا ان کے پیچھے ایک بڑا خطرہ اور دکھ اور نقصان ہوا کرتا تھا۔ لیکن یہاں وہ اسکی ناخوشگوار اور ڈرانے والے انداز میں نہیں کہتا کہ دکھ آرہا ہے اس لیے کہ یہ لفظ کس کو خوفزدہ کر سکتے ہیں۔ بلکہ ایک ماں کی طرح جب وہ رات کی روشنی بھانے لگتی ہے تو وہ اپنے بچوں کو بڑی نرمی کے ساتھ کہتی ہے کہ اب خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ روشنی بھانے لگتی ہے اور اب اندر ہیرا ہو جائے گا لیکن یاد رکھو کہ میں یہاں تمہارے ساتھ ہوں۔ اسی طرح وہ کہتا ہے کہ لوگوں سے نہ ڈریں وہ آپکا کیا کر سکتے ہیں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں اور میرا فضل تمہارے لیے کافی ہے۔ جب تو پانیوں میں سے گزرے تو وہ تجھے ڈبوئیں گے نہیں، یہاں تک کہ تم موت سے بھی شکست خورده نہ ہو گے۔ آپ فاتح لوگوں سے بڑھ کر ہیں۔

**131-1** عظیم رسول ان لفظوں کی حقیقت کو تجربے سے جانتا تھا اور اس نے رومیوں 35:8 میں لکھا ہے۔ ”کون ہم کوستھ کی محبت سے جدا کرے گا؟“

مصیبت یا تنگی یا ظلم یا کال یا نگاپن یا خطرہ یا تلوار؟ چنانچہ لکھا ہے کہ ہم تیری خاطر دن بھر جان سے مارے جاتے ہیں۔ ہم تو ذبح ہونے والی بھیڑوں کے برابر گئے گئے۔ مگر ان سب حالتوں میں اس کے وسیلہ سے جس نے ہم سے محبت کی ہم کو فتح سے بھی بڑھ کر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ مجھ کو یقین ہے کہ خدا کی جو محبت ہمارے خداوند مسٹچ یسوع میں ہے اس سے ہم کونہ موت جدا کر سکے گی نہ زندگی، نہ فرشتے، نہ حکومتیں، نہ حال کی نہ استقبال کی چیزیں۔ نہ قدرت نہ بلندی نہ پستی نہ کوئی اور مخلوق۔“ ہمیں خوف نہ کھانا چاہیے۔ اس کی محبت تمام خوف کو نکال دیتی ہے۔

**131-2** اغور کریں کہ وہ کیا کہتا ہے۔ ”ابليس تم میں سے بعض کو قید میں ڈالنے کو ہے تاکہ تمہاری آزمائش ہو۔ یہودی یہ عین اسی وقت کر رہے تھے۔ بت پرستوں کے کاہن بھی اسی وقت بھی کر رہے تھے۔ حاکم عوام کی خوشامد کرنا چاہتے تھے چونکہ لوگ دنگل پسند تھے۔ اس لیے حاکم جو عوام کو خوش کرنا چاہتے تھے۔ وہ اکھاڑے میں کھلبی چاکر ہزار ہا مسیحیوں کو موت کی گھاٹ اترتے دیکھنا چاہتے تھے۔ ابليس کا اس کے ساتھ کیا کام تھا؟۔ اس کو مور دلزال کیوں ٹھہرائیں؟ ہاں اسکے پیچھے شیطان کی نفرت تھی۔ چونکہ وہ خدا سے نفرت کرتا ہے۔ اس لیے ان سب باتوں کے پیچھے اس کا ہاتھ تھا۔ خدا جس چیز پر اپنا دل لگاتا ہے شیطان اس کو بر باد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن خبردار یہاں اسکی کچھ تشریحات ہیں۔ اگر شیطان ان یہودیوں کے پیچھے تھا جو مسیحیوں کو کچھ بیوں کے اندر گھیٹ رہے تھے۔ تو پھر یہودی مذہب خدا کا مذہب نہیں تھا۔ بلکہ شیطان کا تھا۔ ان کا مجمع بھی شیطان کی جماعت تھی اور اگر روم کی تھوک کلیسا نے تاریک زمانوں میں مسیحیوں کی کثیر تعداد کو مارا۔ ہاں ہر زمانے میں۔ تو پھر وہ بھی شیطان کی طرف سے اور شیطان ہی کے ہیں۔

**131-3** اور اگر آپ سوچتے ہیں کہ یہ صدمہ پہنچانے والی بات ہے تو ذرا انتظار کریں جب تک کہ مکافہ (13) تیرہ ہوں باب کی پیشگوئی پوری نہیں ہو جاتی۔ یہ بالکل درست ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ اسی باب میں ہے اس قوم کا نشان تیرہ ہے۔ یہ تیرہ نوآبادیوں سے شروع ہوا۔ اس کے جھنڈے میں تیرہ ستارے اور تیرہ ہی لکریں ہیں اور تیرہ ہوں باب میں ہی اسکا مقدار ہے۔ اس بات میں جس کا ذکر اس باب میں کیا گیا ہے اس حیوان کی جو اس سے پہلے تھا تمام بدی پائی جائے گی۔ جس طرح حیوان نائیکیں کو نسل سے کھڑا ہوا۔ اسی طرح اس کا بات بھی ورلڈ کو نسل آف چرچ میں سے اپنی تمام بے دینی اور شیطانی قوت کے ساتھ آئیگا۔ کہ خدا کے حقیقی انگور پر ابليس کے قہر کو نکالے۔ یہ اسکے شیطانی ظلم اور چالاکی کے عمل کی دہراتی ہوگی۔

**132-1** جو لوگ خدا کے حلم سے جنگ کر رہے اور اس کوٹھھوں میں اڑا کر بر باد کر رہے ہیں۔ ان کو ایسا کرنے دیں جس طرح چاہتے ہیں ویسا ہی کریں۔ وہ سب کچھ خدا اور مذہب کے نام پر کرتے ہیں۔ لیکن وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ وہ خدا سے نہیں۔ وہ اپنے باپ ابليس سے ہیں۔ وہ کسی شخص کے خلاف اپنے کاموں سے عیاں ہوتے ہیں۔ ان کو منظہم ہو کر چھوٹے گلے کو چھوڑ دینے دیں۔ وہ مزید ظاہر کرتے ہیں کہ وہ اپنے باپ ابليس سے ہیں۔ وہ جنگلی انگور ہیں۔ وہ انگور جو قتل کرتا ہے۔ ان کی نفرت ثابت کرتی ہے کہ وہ کون ہیں۔ وہ یہی۔ اور مخالف مسٹچ کلیسا یا ہے۔

**132-2** ”وہ قید میں ڈالے گئے۔“ ہاں وہ عدالتوں میں حاضر کئے گئے ان پر جھوٹے الزام لگا کر مقدمہ چلایا گیا اور بالآخر قید کی سزا دی گئی بے شک یہ سب کچھ مذہب اور شائستگی اور لا خطا تشدد کے نام پر کیا گیا۔ یہ سب کچھ ایک اچھے مقصد کے لیے کیا گیا۔ یہ بات مجھے اعلیٰ عدالت کی یاددالاتی ہے۔ جس نے مدرسوں میں دعا اور بائبل کے مطالعہ کے قوانین بنائے۔ اس کے پیچھے کون ہے؟ شیطان ہے۔ یہ خدا کے خلاف محض ایک اور غصب ناک طوفان ہے۔

**132-3** ”دس دن تک مصیبت اٹھاؤ گے۔“ یہ پیشگوئی ہے اور اس کے ذریعے ہم سُرمنہ کے زمانے کی معیاد کا احاطہ کرتے ہیں ڈائیوکلین (Diocletian) نے جو تماں بادشاہوں سے زیادہ ظالم تھا۔ خدا کے مقدسوں کے خلاف ایک ایسا ہولناک جہاد شروع کیا کہ اگر خدا کا حرم نہ ہوتا تو وہ تمام ایمانداروں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دالتا۔ یہ تاریخ میں سب سے زیادہ خونی دور تھا اور یہ دس سال تک جاری رہا (مکافہ 10:2) کے دس دن 302 سے لے کر 312 تک کا عرصہ ہے۔

**132-4** ”جان دینے تک وفادار رہ،“ وہ نہیں کہتا کہ موت تک وفادار رہ بلکہ جان دینے تک۔ ممکن ہے کہ آپ کو اپنی گواہی پر خون کی مہربت کرنی پڑے۔ تمام زمانوں میں ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ مر چکے ہیں۔ وہ ایمان کی حالت میں مر گئے۔ وفادار ایتیپاں شہید کی طرح انہوں نے اپنی زندگیوں کو عزیز نہ

سمجھا۔ ہم اکثر سوچتے ہیں کہ شہید ہونا نمکن ہے لیکن کیا ہم اس بات کو یاد کرنے کی جرأت کریں گے کہ جس ایمان کو ہم یسوع مسیح میں فتح حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اسی ایمان نے پولیکارپ اور باقی شہیدوں کو قائم رکھا۔ عظیم ایمان عظیم وقت کے لیے ایک عظیم فضل بخشا ہے۔ خدا ہمیشہ تک مبارک ہو۔

**133-1** ”تو میں تجھے زندگی کا تاج دونگا“، چونکہ خداوند کے نام پر ایک گلاس ٹھنڈا پانی دینے والا بھی اپنا اجر حاصل کرنے میں ناکام نہ ہوگا۔ تو اس شخص کو کس قدر بڑا انعام ملے گا جو خداوند یسوع مسیح کے نام پر اپنی جان شہید ہونے کے لیے دے دے گا۔ اگر ہم اس تاج کا مقابلہ اُس تاج کے ساتھ کریں جو دوڑ میں کامیاب ہونے کے صلہ میں ملتا ہے تو شاید ہمیں اس کا معمولی ساماندازہ ہو سکتا ہے۔ 1 کرنٹھیوں 9:24 میں پوس کہتا ہے کہ ”کیا تم نہیں جانتے کہ دوڑ میں دوڑنے والے دوڑتے تو سب ہی ہیں مگر انعام ایک ہی لے جاتا ہے؟ تم بھی ایسے ہی دوڑوتا کہ جیتیو!“ اولمپک کی دوڑ میں جنتے والے کو جو سہرا دیا جاتا ہے وہ زیتون کی ڈالیوں کا ہار ہوتا ہے۔ لیکن جس تاج کا مقابلہ میں ذکر کیا گیا ہے وہ شہیدوں کو دیا جاتا ہے۔ وہ بادشاہی تاج ہے۔ یسوع اسے زندگی کا تاج کہتا ہے۔ ایک سہرا ان کے لیے جنہوں نے جانفشنائی کی ہے جبکہ دوسرا ان کے لیے ہے جنہوں نے اپنا آپ دے دیا ہے۔ یہ دونوں نہ مر جانے والے سہرے ہیں۔ وہ ہلاک نہ ہو نگے۔ دنیوی زندگی کی دوڑ کو جنتے والے جلد ہی دنیاوی تحسین کی خوشی کو کھو بیٹھیں گے۔ ان کا جلال ناکام ہو جائے گا۔ لیکن جن لوگوں نے اپنی زندگیاں خدا کے لیے ثار کر دی ہیں۔ خواہ وہ روز مرہ کی جانفشنائی یا اپنے خون کی قربانی کا تاج پہننے کے لیے ان کو زندگی کا تاج دیا جائے گا۔

**133-2** خدا کے ابدی انعام کو حاصل کرنے کے لیے بہت محنت سے کام کیا گیا ہے۔ خدا کے اجر کو بہت کم اہمیت دی گئی۔ اگر ہم جسم کے جی اٹھنے اور جوہر کی ابدی بادشاہی پر ایمان رکھتے ہیں تو ہمیں آسمان پر وہ خزانہ جمع کر لینا چاہیے جو وفادار مقدسین کو ملے گا۔

## غالب آنے والوں کا صلہ

**133-3** مکافہ 11:2 ”جس کے کان ہوں کا وہ سنے کہ روح کلیساوں سے کیا فرماتا ہے ہے جو غالب آئے اس کو دوسری موت کے نقصان پہنچے گا۔“ ایک مرتبہ پھر روح تمام زمانوں کے ساتھ بات کر رہا ہے۔ یہ پیغام آج ہمیں بھی اس طرح تسلی دے رہا ہے۔ جس طرح کہ اس نے باقی تمام زمانوں میں ہمارے بھائیوں کو تسلی دی۔ اور وہ ہمیں کہہ رہا ہے کہ دوسری موت ہمیں نقصان نہ پہنچائے گی۔

**133-4** ہم سب جانتے ہیں کہ دوسری موت آگ کی جھیل ہے۔ مکافہ 14:20 ”اور موت اور عالم ارواح آگ کی جھیل میں ڈالے گئے۔ یہ آگ کی جھیل دوسری موت ہے۔“ بے شک اس کا مطلب ہے کہ جو اس میں تھے ان کو آگ کی جھیل میں ڈالا گیا۔ اس لیے میں یہاں آ کر کچھ بتانا چاہتا ہوں۔ بے شک یہ بات لوگوں کو میری تعلیم و علم الہیات پر رائے زنی کرنے کا موقع فراہم کرے گی۔ لیکن میں یہاں خدا کے کلام کے اختیار کے ساتھ کھڑا ہوں اور اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہوں کہ بے ایمان لوگ ابدی ہلاکت میں جائیں گے اور وہاں ابد تک جلتے رہیں گے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جہنم یا آگ کی جھیل، جو کچھ بھی آپ کہنا چاہیں کہہ لیں یہ ابدی نہیں ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے جب کہ اس کی ابتداء ہے؟ متی 25:41 میں لکھا ہے کہ ”ہمیشہ کی آگ الیں اور اسکے فرشتوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“ اور اگر یہ تیار کی گئی ہے تو یہ آغاز کے بغیر نہ تھی اور اگر اس کا آغاز ہے تو پھر یہ ابدی نہیں ہو سکتی۔ بے شک آپ ”ہمیشہ“ کے لفظ کو مد نظر رکھ کر حیرت زدہ ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس لفظ کا مطلب ہے ”زمانوں سے کر زمانوں تک“ اور اس کے ساتھ مختلف معنی منسک ہیں۔

1۔ سیموئیل 14:3 میں خدا نے سیموئیل کو کہا کہ وہ عیلی کے گھرانے کا صفائیہ ہمیشہ کے لیے کر دے گا اور اس کے بعد پھر کبھی بھی قربانی نہ گز رانے گا

اور 2 سلاطین 2:27 میں سلیمان نے اس کے آخری وارث کو مستبردار کیا۔ یہ تقریباً چار پیشتوں یا ان کے بعد کی بات ہے اب یہاں سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ لفظ ”ہمیشہ“ ابدیت کے ساتھ، جس کا نہ کوئی شروع ہے اور نہ ہی اختتام کوئی واسطہ نہیں رکھتا۔ یہاں اس واقعہ میں لفظ ”ہمیشہ“ کا مطلب ہے۔ ”غائب ہونے تک“ اور یہی ہے جو ہوا وہ غائب ہو گئے۔

**134-1** 2 تہسلنائیوں 9:1 میں لفظ ”ہلاکت“ کو ملاحظہ فرمائیں۔ ”وہ خداوند کے چہرہ اور اس کی قدرت کے جلال سے دور ہو کر ابدی ہلاکت کی سزا پائیں گے۔“ یونانی زبان میں ہلاکت کا مطلب یقیناً فنا ہوتا ہے۔ لیکن لفظ بر بادی کا مطلب فنا کرنا نہیں ہے۔ بر بادی کا مطلب ہے کسی چیز کا آہستہ زائل ہونا۔ اسکا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ کسی چیز کو فنا کرتے رہنا۔ اس صورت میں تو یہ لفظ بر بادی بن کر رہ جائے گا۔ جب کہ اس مطلب یہ ہے کہ کسی خاص حدیا مقام تک بر باد کرنا۔

**134-2** شاید آپ اس بات پر حیران ہوں کہ آپ ”ابدی“ کا لفظ کس وقت استعمال کر سکتے ہیں۔ اور اس طریقے سے نہیں جس طرح کہ ہمیں سکھایا گیا ہے۔ یہ آسان ہے۔ جب اس لفظ کو خدا کے ساتھ وابستہ کیا جاتا ہے تو اس مطلب ہے جس کا نہ کوئی شروع ہو اور نہ آخر ہمیشہ تک قائم رہنے والا جو بھی ختم نہیں ہوتا۔ اور جب آپ ابدی زندگی کا ذکر کرتے ہیں تو آپ کے ذہن میں وہ زندگی ہوتی ہے جو خدا کی زندگی ہے۔ اور وہ گواہی یہ ہے کہ خدا نے ہمیں ہمیشہ کی زندگی بخشی اور یہ زندگی اس کے بیٹے میں ہے۔ ”جس کے پاس بیٹا ہے اس کے پاس زندگی ہے اور جس کے پاس خدا کا بیٹا نہیں اسکے پاس زندگی نہیں“ تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ ابدی زندگی صرف خدا کے بیٹوں کے پاس ہی ہے ایک ایسی زندگی جس کا خاتمہ نہ ہو گا یہ درست ہے۔ اس وقت آپ کی زندگی میں کچھ ہے وہ ابدی ہے۔ بغیر شروع اور اختتام کے۔ یہ خدا کا روح ہے۔ جو خدا کا ایک حصہ ہے۔ یہ خدا کی زندگی ہے۔

**134-3** اب اگر ایک گنہگار جہنم میں جا کرو ہی چیز حاصل کرتا ہے جو آپ آسمان میں داخل ہو کر حاصل کرتے ہیں تو پھر اس کے پاس بھی اس قسم کی زندگی ہے جو آپ کے پاس ہے۔

**134-4** تاہم ہو سکتا ہے کہ کچھ ایسے لوگ بھی ہوں جو یہ کہیں کہ ابدی زندگی سے مراد ہے خدا کے لوگوں کی فلاح و بہبود اور ایک ایسا لطف جو ملک کی خوشحالی سے وابستہ ہو۔ جب کہ گنہگار اپنی سزا تک پہنچتا ہے۔ یوں کہہ کر ہم دوسری موت کو سزا کی کیفیت اور جگہ تک محدود کر دیتے ہیں۔ ابدی زندگی کا مطلب ہے آسمان اور ابدی سزا کا مطلب ہے جہنم۔ جو شخص علم الہیات کا ماہر ہو کر اس قسم کا عقیدہ رکھتا ہو، آپ اس پر حیران ہونگے۔ لیکن کیا آپ کو علم ہے کہ یہ کیا کرتا ہے؟ یہ بات ابدی زندگی کو جغرافیے کے ساتھ وابسطہ کر دیتی ہے نہ کہ ایک شخص کے ساتھ۔ ابدی زندگی خدا ہے۔ خداوند یہ نوعِ مسیح کوئی اس بات کو کیوں کر مان سکتا ہے کہ ابدی زندگی ایک مقام کو ظاہر کرتی ہے یہ بات سوچ کر میں چکرانے لگ جاتا ہوں۔

**135-1** نہیں جناب۔ صرف ایک ہی ابدی زندگی ہے اور وہ خدا کے پاس ہے اگر ہمارے پاس اس میں اور اس کے ذریعے ابدی زندگی ہے۔

**135-2** پس آپ نے دیکھا ہے کہ لفظ ابدی کو ہمیشہ مختلف طریقوں سے استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن جب اسے خدا کے ساتھ وابستہ کیا جاتا ہے تو جو کچھ وہ ہے اس کا صرف ایک ہی مطلب ہے۔ یہ خدا کی معیاد ہے۔ آپ اسے کسی اور چیز کے ساتھ منسوب نہیں کر سکتے۔ اکیلا خدا ہی ہے جو ابدی ہے اور چونکہ وہ زندہ ہے ہم بھی اس کے ساتھ زندہ ہیں۔

**135-3** براہ کرم کسی کو یہ نہ کہنے دیں کہ میں آگ کی جھیل اور سزا کو نہیں مانتا۔ میں اسے مانتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کتنی مدت تک جاری رہے گی۔ لیکن آخر کار یہ ہٹالی جائے گا۔ مکافہ 8:21 میں لکھا ہے کہ گنہگاروں کا حصہ آگ اور گندھک کی جھیل میں ہو گا لیکن اس لفظ کا اصلی ترجمہ ”حصہ“ نہیں بلکہ ”وقت“ ہے۔

**135-4** چنانچہ بد کار لوگ جہنم (پاتال یا قبر) میں ڈالے جائیں گے اور جہنم کو آگ کی جھیل میں۔ خدا سے الگ۔ یہ کس قدر ہولناک بات ہو گی۔

**135-5** لیکن راست بازوں کے ساتھ ایسا نہ ہوگا۔ ان کو خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ ان کو خدا نے مخصوصی دلائی ہے وہ اس کی گود میں ہیں۔ وہ غالب

آئے ہوئے لوگ ہیں اور وہ کون ہے جو غالب آتا ہے؟ وہ جس کا ایمان ہے کہ یسوع ہی مسیح ہے۔

**135-6** غالب آنے والا ایماندار کیونکر بچ گا اور ابدی زندگی اور روحانی مسرت کے دائرہ میں داخل ہوگا۔ اس لیے کہ یسوع نے ہمیں گناہوں سے

چھڑانے کے لیے قیمت ادا کی ہے۔ اس نے جدائی کے رخنے کو پُر کیا ہے۔ اور ہم جو پہلے دور تھے اب اس کے خون کے باعث نزدیک ہو گئے ہیں۔

**135-7** ان پر سزا کا حکم بھی نہ ہوگا۔ وہ بھی بھی آگ کی جھیل میں نہ ہوں گے۔ وہ بھی نہ ضائع ہو گے، اس لیے کہ وہ ان میں سے ایک کو بھی نہ کھوئے گا۔

مخصوصی یافتہ ہر شخص اس جگہ کے سوا جہاں یسوع ہے اور کہیں نہ ہوگا۔

**135-8** آپ جانتے ہیں کہ یہ اس طرح کیوں ہوگا؟ میں اسے آپ کی خاطر بیان کروں گا۔ میرا ایک چھوٹا بیٹا ہے جس کا نام جوزف ہے۔ خواہ کچھ بھی ہو وہ

میرا ایک حصہ ہے۔ اگر میں ایک امیر آدمی ہوتا تو سب سے بُرا کام جو میں کر سکتا وہ یہ ہوتا کہ میں اسے اپنی جائیداد سے عاق کر دیتا لیکن اس کو بیٹا تسلیم

کرنے سے انکار کرنے کا کوئی طریقہ نہیں۔ چونکہ وہ میرا حصہ ہے اس لیے میں ایسا نہیں کر سکتا۔ آئیے میں ایسا خون کا معافانہ کریں۔ جب اس کے خون کو

میرے خون کی ساتھ ملائیں تو یہ ثابت کرے گا کہ جوزف میرا بیٹا ہے۔ وہ میرا بیٹا ہے۔ یہ خون کا معافانہ ہے جو دکھاتا ہے کہ آپ خدا کے ہیں یا نہیں۔

**136-1** میں اس وقت کو سوچے بغیر نہیں رہ سکتا جب میں (Colorado) کلوراڈو میں گلوں کو حکومت کی چراغاں میں چرانا

چاہتے تو پہلے ہمیں اپنے گلوں کا حکومت سے معافانہ کرانا پڑتا۔ اور اگر کسی مویشی کے کان پر خون کا نشان نہ ہوتا تو وہ اس کو چراغاں میں چرانے کی اجازت نہ

دیتے۔ یہ نشان ظاہر کرتا تھا کہ یہ اصلی خون ہے چراغاں ہوں کی دیکھ بھال کرنے والے مویشوں کی نسل کا امتیاز نہ کرتے بلکہ وہ صرف نشان کو دیکھتے کہ اس کا خون

درست ہے یا نہیں۔ ہلیو یا۔ اگر یہ ٹھیک خون ہے تو اسے ٹھیک رہنا ہوگا۔

**136-2** آپ کو علم ہوگا کہ خدا نے زمین پر نظر کی اور کہا کہ ”جو جان گناہ کر گئی سو وہ مرے گی“ وہ مجھ سے جدا ہو چکی ہے۔ وہ مجھ تک نہیں پہنچ سکتی۔ ہم جانتے

ہیں کہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ سب مر گئے سب الگ کئے تھے اور ایک دن آیگا جب وہ معمولی سی زندگی

بھی ختم کر دی جائے گی اور سب کچھ تمام ہو جائے گا۔ لیکن خدا نے اپنی محبت اور پیار کے طفیل ایک جانور کو لے کر میری خاطر اس کی زندگی کو لے لیا۔

**136-3** پرانے عہد نامے میں گنہگار ایک بڑے کر آتا اور وہ اپنا ہاتھ اس کے اوپر رکھتا جب کہ کاہن برے کی گردان کو کھاتا۔ اس نے خون کو بہتے ہوئے

محسوس کیا۔ اور یہ بھیانے کی آواز سنی اس نے جان کنی میں جسم کی اکڑاہٹ کو محسوس کیا۔ اس نے دیکھا کہ چھڑ کے ہوئے اہو کا دھواں خدا کی طرف اوپر چڑھا۔

وہ جانتا تھا کہ برے نے اسکی جگہ لی ہے۔ وہ جانتا تھا کہ برے کی زندگی اسکی زندگی کے تاوان کے طور پر دی گئی ہے لیکن وہ زندگی جانور کی زندگی کے تاوان

کے طور پر دی گئی۔ لیکن وہ زندگی جانور کی زندگی ہوتی تھی اس لیے وہ دوبارہ واپس آ کر گنہگار کو صاف نہ کر سکتی تھی۔ اس لیے اسے گناہ کرنے کی خواہش کے

ساتھ چھوڑ دیا جاتا تھا۔ وہ اپنے ذہن میں گناہ کو لیے چلا جاتا اور ایک سال کے بعد اسی چیز کی قربانی دینے کے لیے واپس آ جاتا۔

**136-4** لیکن نئے عہد نامے میں یہ ایسے نہیں ہے۔ ہمارا مر نے والا برد خدا کا بیٹا ہے جس نے بہتوں کی خاطر اپنے خون کو فدیے میں دے دیا۔ ایمان کے

ساتھ ہم آگے بڑھتے اور اپنے ہاتھ اس برے پر رکھ دیتے ہیں، ہم اس کے خون آلودہ زخموں، زخمی پیچھوے اور ظالم کانٹوں کو اس کی بھنوؤں کو پھاڑتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ہم اس کے درد کو محسوس کرتے اور یہ پکارن رہے ہیں کہ ”اے میرے خدا! اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ اور کیا ہوا؟ وہ زندگی جو اس

خون میں تھی تو بہ کرنے والے کے پاس آئی۔ وہ زندگی جو اس میں تھی ہمارے پاس آئی وہ زندگی جو اس میں تھی ہمارے پاس واپس آئی اور ہم مزید گناہ نہ

کرنے کی خواہش کے ساتھ واپس گئے اور اب ہم جنم کی خواہشوں اور کاموں سے نفرت کرتے ہیں۔

**137-1** ہماری طرف دیکھیں ہماری زندگی کیا ہے؟ صرف ایک چھوٹا سا جرثومہ جو ہمارے باپ میں سے وارد ہوا۔ عورت کے اندر بچے پیدا کرنے والے

جو ٹو نہیں ہوتے۔ وہ صرف بیضہ مہیا کرتی ہے۔ وہ بچے کو رکھنے کی ایک جگہ ہے۔ لیکن خون مرد کے ذریعے ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ عورت مرد کے نام کو

اپناتی ہے۔ بچے بھی اس کے نام سے موسم ہوتے ہیں۔ ماصرف ان بچوں کو محفوظ رکھنے کی ایک جگہ ہے جنہیں وہ پیدا کرتی ہے۔

**137-2** یہی وہ چیز ہے جو ہماری مخلصی کے لیے وقوع میں آئی۔ روح القدس نے مریم پر سایہ کیا اور اس نے ایک بیٹے کو جنم دیا اور اسکو یسوع کے نام سے پکارا گیا۔ عظیم خالق نے نیچے آ کر ہمارے گناہوں کی قربانی دی۔ اس کا خون خدا کا خون تھا۔ بالکل وہ یہی چیز تھا۔ خدا کا وہ خون بہایا گیا اور جب وہ دکھ کی حالت میں مرا تو روح نے اسے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد پھر وہی زندگی (روح) تو بہ کرنے والے گنہگار کے پاس واپس آئی اور اس کو آزاد کیا۔ اب گنہگار کو سال بہ سال واپس آ کر قربانیاں گزارنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ صرف ایک ہی قربانی گزارنے سے وہ گناہ کے قبضے سے ہمیشہ کے لیے چھڑا لیا گیا۔ اور اس نے مسیح کی زندگی کو حاصل کیا جس کے ذریعے اب وہ دنیا، بدن اور شیطان پر فتح مندی کے ساتھ بادشاہی کرتا ہے۔

**137-3** یہ خدا نے کیا ہے۔ اس نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ اس نے دنیا کو جو گناہ کی وجہ سے لعنی ہو چکی تھی پکار کر کہا ”میں تمہیں ایک نشان دونگا۔ ایک کنواری حاملہ ہو گی اور بچہ جنم گی یہ تھہار انشان ہو گا یہ ہمیشہ کے لیے نشان ہو گا اور جس بچے کو وہ پیدا کرے گی۔ وہ عمانویل (خدا ہمارے ساتھ) ہو گا۔

**137-4** خدا جسم میں ظاہر ہوا۔ کسی آدمی کے ذریعے نہیں بلکہ روح القدس کے ذریعے اور جس مقصد کے لیے موت کو بنا یا گیا تھا اس کے لیے ایک کنواری کے پیٹ میں سکونت پذیر ہوا۔ عورت کی نسل اس لیے آئی کہ وہ ہماری نجات کے لیے کچلی جائے۔ جب مریم پر روح القدس نے سایہ کیا تو اس نے اس کے پیٹ میں ہمارے خداوند کے بدن کو تخلیق کیا۔ وہ بدن خلق کیا گیا۔ یہ خدا کی خلقت کا مبدأ تھا۔ یوسع یہی کچھ تھا۔ اور یہ مولود مقدس خدا کے خون سے معمور تھا وہ مسکن پیدا ہوا۔ اور بڑھ کر ایک آدمی بننا۔ وہ یہ دن پر گیا اور وہاں یوحنانے اس قربانی کو دریائے یہ دن میں دھویا اور جب وہ پسندیدہ قربانی پانی میں سے اوپر آئی تو خدا نے نیچے آ کر اس میں سکونت اختیار کی اور اسے بے اندازہ روح سے معمور کر دیا۔ اور جب وہ مرا اور اس نے اپنا خون بہایا تو خدا کی کامل زندگی کو چھوڑا گیا کہ وہ ہر اس گنہگار پر واپس آئے جو مسیح کو اپنا نجات دہنہ تسلیم کرے۔

**138-1** اوہ! یہ کس قدر متاثر کرنے والی بات ہے۔ یہواہ گور کے ڈھیر کے قریب روتا ہوا پیدا ہوا۔ یہواہ نکوں کی چونی میں پیدا ہوا۔ متنکبر اور مصنوعی عالموں کے لیے جنہوں نے اپنے علم الہیات کے نظریات کو تقویت دے رکھی ہے اور خدا کی سچائی کا انکار کیا ہے۔ یہ ایک ابدی نشان ہے۔ یہواہ خدا ایک رونے والے بچے کی طرح بد بودار ڈھیر کے پاس۔ پھر ہم سوچتے ہیں کہ ہمیں خفر کرنے کا حق حاصل ہے۔ ہمیں اپنے ناک کو کپڑنے۔ نکتہ چینی اور ایکٹنگ کرنے کا حق حاصل ہے۔ گویا ہم کچھ ہیں۔ آپ کا حقیقی نشان یہاں ہے۔ یہ اصلی ہے۔ یہواہ ایک بچے کی طرح کھیل رہا ہے۔ یہواہ ایک بڑھنی کی دوکان میں کام کر رہا ہے۔ یہواہ چھیروں کے پاؤں دھور رہا ہے۔

**138-2** ”میں تمہیں ایک نشان دونگا۔“ خدا نے فرمایا۔ کسی سفید کار پہنے ہوئے کا ہن کا نہیں۔ دولت اور قوت کا نشان نہیں۔ اس نشان میں ایسی کوئی خوبی نہیں جس کو آپ چاہیں۔ پسند کریں یا موزوں سمجھیں یا ایک ابدی نشان ہے۔ یہ سب نشانوں سے بڑا نشان ہے۔ یہواہ کچھری کے احاطہ میں زخمی اور ہلوہاں کھڑا ہے اسکی پیشانی میں کانٹے ہیں اور اس کا چہرہ تھوک سے بھرا ہوا ہے۔ اس کا تمسخر اڑایا جا رہا ہے اور وہ ایک حقیر ساخت شخص بنا کھڑا ہے۔ یہواہ کو ذلیل اور رُر کیا گیا۔ وہ صلیب کے اوپر برہنہ لکھا ہوا ہے۔ جب کر ریا کار لوگ اس پر لعن طعن کر کے کہہ رہے ہیں کہ وہ صلیب سے اتر آئے۔ یہواہ مر رہا ہے۔ یہواہ دعا کر رہا ہے اور کچھ وقوع میں نہیں آ رہا ہے۔ اب یہ سب لوگوں کے لیے ایک نشان ہے۔ اسکی مانند اور کوئی نہیں۔ یہ سب سے بڑا نشان ہے۔

**138-3** اس کے بعد زمین پر تاریکی چھا گئی۔ انہوں نے اسے قبر میں رکھ دیا وہاں وہ تین دن رات تک اس وقت تک رہا۔ جب تک کہ وہ رات کی تاریکی کو توڑ کر باہر نہ نکل آیا۔ یہواہ باہر نکل آیا۔ یہواہ عالم بالا پر چڑھ گیا۔ پھر یہواہ اپنی کلیسیا میں رہنے کے لیے واپس آیا۔ یہواہ ایک زور کی آندھی اور آگ کے شعلوں کے ساتھ آیا۔ یہواہ اپنی کلیسیا کے درمیان چلنے پھرنے اور اپنے لوگوں کو قوت سے مزین کرنے کے لیے واپس آیا۔ ایک بار پھر یہواہ آیا۔ لیکن اس بار اپنے لوگوں کے اندر سکونت کرنے کے لیے اور اب پھر یہواہ بیاروں کو تند رست کرتا ہے۔ مردوں کو زندہ کر کے اپنے آپ کو روح کے ذریعے ظاہر کرتا ہے۔ یہواہ واپس آیا۔ وہ زبانوں میں بتیں کرتا ہے اور ترجمے کے ذریعے جواب دیتا ہے۔

**138-4** یہواہ نیچ آیا اور اس نے ایک فاحشہ عورت کو زندگی دی کہ دوبارہ گناہ نہ کرے۔ وہ شرایبوں کے پاس اس وقت آیا جب وہ بے ہوش گندی نالیوں میں

پڑے تھے۔ ہاں۔ یہواہ آیا کہ بدن کے اندر اور بدن کے ویلے ظاہر ہو۔ یہواہ آیا۔ خدا جو ہمارے جلال کی امید ہے ہمارے اندر ہے۔

**138-5** ہاں یسوع نے آ کر اپنا خون بھایا اور قیدیوں کو آزاد کرایا۔ وہ آیا اور آ کر اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو چھڑایا۔ اس نے ان کو ابدی زندگی دی اور وہ کبھی

ہلاک نہ ہوں گی۔ وہ ان میں سے ایک کو بھی نہ کھوئی گا۔ بلکہ آخری دن ان کو زندہ کرے گا۔ ہمیلیو یاہ۔ دوسری موت ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اس میں کوئی طاقت نہیں۔ اس کا ان پر کوئی اختیار نہیں۔ کیونکہ وہ برے کے ہیں اور جہاں کہیں وہ جاتا ہے وہ اس کی پیروی کرتے ہیں۔

